ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت مُلتان

اپریل ۱۹۹۱ء

قولِ علیؓ ورضوانُ اللہ علیہم

صِفّین میں ہمارے اور اہلِ شام کے درمیان جو جنگ ہوئی اس سے کوئی غلط فہمی نہ ہو، کیونکہ ہمارا ربّ ایک ہے، نبی ایک ہے، اور ہماری دعوتِ اسلامی ایک ہے، ہم شامیوں کے مقابلہ میں اللہ و رسول پر ایمان و یقین میں زیادتی کا دعویٰ نہیں کرتے نہ وہ ہمارے مقابلہ میں یہ دعویٰ کرتے ہیں، اللہ و رسول پر ایمان میں ہم اور وہ برابر ہیں، اختلاف صرف قتلِ عثمانؓ میں ہے۔

امیر المومنین سیّدنا علی رضی اللہ عنہ

(نہج البلاغہ مع شرح میثم بحرانی ۵ : ۱۹۴)

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

حضرت ضرارؓ بن ضمرہ کنانی (جو حضرت علیؓ کی جماعت کے تھے۔ حضرت علیؓ کے انتقال کے بعد) حضرت معاویہؓ کے پاس گئے، حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ کے کچھ اوصاف بیان کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ کیا امیر المؤمنین مجھے اس سے معاف کریں گے؟ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں بالکل معاف نہیں کروں گا۔ ضرور بیان کرو، حضرت ضرارؓ نے عرض کیا کہ اگر ضروری ہی ہے تو سنئے کہ حضرت علیؓ خدا کی قسم بڑے مرتبہ والے اور بڑی قوت والے تھے۔ دو ٹوک بات کہتے تھے اور انصاف کا فیصلہ کرتے تھے۔ ان کی ہر سمت سے علم ابلتا تھا۔ اور ہر طرف سے دانائی گویائی کرتی تھی۔ دنیا اور دنیا کی زیب و زینت سے متوحش تھے۔ رات اور اسکی تاریکی سے مانوس تھے۔ خدا کی قسم بڑے رونے والے تھے۔ اور بڑی سوچ والے تھے۔ اور اپنی ہتھیلیوں کو پلٹ کر اپنے نفس کو خطاب کیا کرتے تھے۔ مختصر لباس آپ کو پسند تھا۔ اور موٹا جھوٹا کھانا پسند تھا۔ خدا کی قسم وہ ہم میں (بغیر کسی خصوصی امتیاز کے) ایسے رہتے تھے۔ جیسے ہم میں سے ایک آدمی ہو۔ جب ہم حاضر ہوتے تو ہمیں اپنے قریب بٹھاتے تھے اور ہم جو بات پوچھتے اس کا جواب دیتے۔ اور ہم اس اختلاط و سادگی کے باوجود ان سے ان کی ہیبت کی وجہ سے بولنے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔ اور جب ہنستے تو ان کے دانت پروئے ہوئے موتیوں کی طرح ظاہر ہوتے۔ دینداروں کی عظمت کرتے تھے۔ اور مساکین سے محبت رکھتے۔ کسی قوی سے قوی آدمی کو بھی اپنے باطل میں کامیابی کی امید نہیں ہوتی تھی۔ اور ضعیف سے ضعیف آدمی آپ کے انصاف سے مایوس نہ ہوتا۔ میں خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بعض اوقات میں نے ان کو دیکھا کہ رات کی اندھیریوں میں اپنی محراب میں اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے ایسے بے چین ہیں۔ جیسے کسی زہریلے جانور نے کاٹ رکھا ہو۔ اور ایسے رو رہے ہیں۔ جیسے کوئی غمزدہ اور گویا آپ کی آواز آج بھی میرے کان میں گونج رہی ہے۔ وہ بار بار فرما رہے تھے۔ یَا رَبَّنَا، یَا رَبَّنَا اور گڑگڑا رہے تھے۔ پھر دنیا کو خطاب کر کے فرما رہے تھے تو مجھے ہی دھوکہ دینا چاہتی ہے۔ اور میرے ہی لئے مزین بن کر آتی ہے۔ مجھ سے دور ہو جا، میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے۔ میں تو تجھے تین طلاق دے چکا ہوں۔ تیری عمر بہت تھوڑی ہے۔ تیری مجلس بہت حقیر ہے۔ اور تیرے مصائب آسان ہیں۔ ہائے، ہائے! توشہ آخرت کم ہے اور سفر بہت لمبا ہے اور راستہ وحشت ناک ہے۔

یہ حالات سن کر حضرت امیر معاویہؓ کے آنسو اتنے نکلے کہ داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور ان کو آستین سے پونچھنا شروع کیا اور پاس بیٹھنے والوں کے بھی روتے روتے دم گھٹنے لگے۔ اور حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا۔ ابو الحسن (حضرت علیؓ) ایسے ہی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

(حیات الصحابہ جلد نمبر 1 ص 44 بحوالہ، استیعاب ج۔ 3 ص 44)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجسٹرڈ نمبر
ایل ۸۷۵۵

رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ
اپریل ۱۹۹۱ء
جلد ۲ ● شمارہ ۴

رئیس التحریر: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری
مدیر: سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

رفقاءِ فکر

— سید عطاء المؤمن بخاری
— سید عطاء المہیمن بخاری
— سید عبدالخبیر بخاری
— سید محمد ذوالکفل بخاری
— سید محمد ارشد بخاری
— سید خالد مسعود گیلانی
— عبداللطیف خالد ● اختر جنجوعہ
— عمر فاروق عمر ● خادم حسین
— قمر الحسنین ● بدر منیر احرار

زرِ معاونت اندرون ملک

فی پرچہ: = /۶ روپے
سالانہ: = /۶۰ روپے

بیرون ملک
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا، امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ /۳۰۰ روپے سالانہ پاکستانی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلسِ احرارِ اسلام

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان (پاکستان) فون: ۴۲۸۱۳

ناشر: سید محمد کفیل بخاری پرنٹر: تشکیل احمد اختر مطبع: تشکیل نو پرنٹرز بڑانی غلہ منڈی ملتان مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

آئینہ

مضمون :	تحریر :	صفحہ
دل کی بات	مُدیر	۳
روزہ اسلام کی تیسری بنیاد	سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ	۵
آدھا صاحب	شاہ بلیغ الدین	۱۱
روزہ اور اُس کے آداب	ابو سفیان تائب	۱۳
رمضان مبارک، عید مبارک (نظم)	مجید لاہوری	۱۶
سیدنا علی رضی اللہ عنہ	مولانا عبدالستار جھنگوی	۱۷
سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ	مولانا محمد مغیرہ	۲۱
مولانا ابوالکلام آزاد رحہ	مولانا محمد سعید الرحمن علوی	۲۷
زبان میری ہے بات اُن کی	خادم حسین	۳۵
کیا اہل سنت اور روافض میں اتحاد ممکن ہے	مولانا عبدالحق چوہان	۳۸
التجاء (نظم)	آپا نثار فاطمہ	۴۷
خدا کے عذاب کو نہ پکارو	دیدہ ور	۴۸
مولانا حکیم احمد حسن قریشی کی یزیدیت	مولانا قاضی شمس الدین	۵۲
حضرت عبدالقادر جیلانی رحہ	مسز انجمن آراء صدیقی	۵۹
چمن چمن اُجالا	شہر شہر سے ڈائریاں	۶۱
حُسنِ انتقاد	سید ذوالکفل بخاری	۶۳

دِل کی بات

عراق، امریکہ جنگ پر ہماری نپی تلی رائے تھی کہ صدام حسین امریکی سازش کا شکار ہوئے ہیں۔ یہودیوں اور نصرانیوں نے اپنے سیاسی و اقتصادی مفادات اور خلیج میں کامل تسلط واختیار کے لئے پُوری منصوبہ بندی کے ساتھ صدام حسین کو ملوث کیا، وہ عبرتناک شکست سے دو چار ہوئے اور اب عربوں کے تمام وسائل کا ملاً امریکیوں یہودیوں اور نصرانیوں کے قبضہ میں ہیں۔ اس جنگ میں جہاں روس نے انتہائی خوفناک منافقانہ کردار ادا کیا وہاں ایران کا کردار بھی کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نے دَوران جنگ عراق کی ظاہری حمایت اور "مردہ باد امریکہ" کے جذباتی نعرے سے سامراج دشمن قوتوں کی محبت وحمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ پاکستان میں ایرانی دھرم کے پجاریوں نے صدام حسین کے حق میں زبردست مظاہرے کئے۔ اسکی لاکھوں تصاویر فروخت کر کے خُوب کاروبار چمکایا۔ جنگ کے بادل چھٹے تو ایرانی رویّہ بھی مختلف نظر آیا۔ اب صدام کے خلاف مظاہروں میں مرگ بر صدام کے نعرے گونجنے لگے ہیں۔ نو سالہ جنگ میں صدام کافر تھا، خلیج کی جنگ میں سچا مؤمن، اور اب پھر کافر۔ اس وقت عراق کے دوسو سے زائد جنگی طیارے ایران کے قبضہ میں ہیں۔ جن کی واپسی کے آثار معدوم ہیں کہا جاتا ہے کہ عراقی طیاروں کو ایران لے جانے والے پائیلٹ اور جنگ میں ہتھیار ڈالنے والے کمانڈر شیعہ ہیں۔ جن کی اعتقادی اور عملی وفاداریاں ایران سے وابستہ ہیں۔ گزشتہ دنوں عراقی قیادت نے بھی اس کا کھلا اظہار واعتراف کیا ہے کہ "ایران، عراق میں حکومت کے باغیوں کی مدد کر رہا ہے اور ملک میں شورش وبغاوت کرانے میں نمایاں کردار ادا کر رہا ہے" گویا ایران نے دوستی کے روپ میں عراق سے اپنی نو سالہ جنگ کا انتقام یُوں چکایا ہے کہ عراق گویا ؎

پھر گیا دوستی کے جنگل میں | پتر آنے لگے مچانوں سے

یہاں اِس امر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ دَورانِ جنگ پاکستان میں صدام کی حمایت میں مظاہرے کرنے والے سیاست دان اب کیوں خاموش ہیں؟ صدام کے خلاف ایرانی سامراج کے ظالمانہ رویّہ پر اُن کی مجرمانہ خاموشی، چہ معنی دارد۔؟ حالانکہ اب تو عراق کی حمایت کی پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔ امریکہ کے نزدیک کویت پر عراقی قبضہ جمہوریت کے منافی ہے مگر فلسطین پر اسرائیلی قبضہ جائز۔ روس فلسطینیوں کی محبت میں ہلکان ہوا جاتا ہے مگر وہاں کئی ہزار روسی آبادکاری اس کے نزدیک درست ہے۔ ایران اسرائیل کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کا دعویدار ہے مگر عراق کے ساتھ جنگ کے دوران

اسرائیل سے اسلحہ کی خرید اس کے نزدیک عار ہے اور نہ اس کا "اسلامی انقلاب" متاثر ہوتا ہے۔ ہمارے نزدیک امریکہ، روس اور ایران ایک "تگڑم" ہے۔ جو ایک دوسرے کے مفادات کے تحفظ اور امتِ مسلمہ کو برباد کرنے پہ تُلے ہیں۔

آج کل پاکستان کی خارجہ اور دفاعی پالیسی کے حوالے سے جو باتیں منظرِ عام پہ آ رہی ہیں۔ اُن میں سب سے اہم پاکستان اور ایران کے درمیان مستقبل میں ہونے والا دفاعی معاہدہ ہے۔ جس کے جواز میں یہ دلیل پیش کی جا رہی ہے کہ امریکہ کا آئندہ ہدف پاکستان اور ایران ہے۔ اگر اِسے دُرست بھی مان لیا جائے تو دانشمندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ حکمران پاکستان کی دفاعی قوت کو مزید مضبوط بنائیں نہ کہ ناقابلِ اعتبار بے ساکھیوں کا سہارا تلاش کریں۔ پاکستان کا ایٹمی پلانٹ امریکہ و ایران دونوں کے لئے ناقابلِ قبول ہے امریکہ کا اصل ہدف پاکستان ہے ایران نہیں۔ وہ تو پہلے ہی اس کے مفادات کا محافظ ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس معاہدہ سے پاکستان میں "شیعہ انقلاب" کی راہ ہموار ہوگی۔ ایران اپنی روزِ اول سے ہی توسیع پسندانہ عزائم کا حامل ہے۔ تاریخِ اسلام میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان عجم کی سازشوں سے پہنچا۔ لہٰذا حکومت کو اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے، اور پاکستان کی قطعی اکثریت اہلِ سنت والجماعت کے حقوق و مفادات کو مدِّنظر رکھ کر بہتر فیصلہ کرنا چاہیئے

مُسلم لیگ اور نفاذِ شریعت :

مارشل لاء ہو یا نام نہاد جمہوریت۔ قیامِ پاکستان سے لیکر اب تک یہاں سب سے زیادہ عرصہ مسلم لیگ ہی حکمران رہی ہے — ہمارے ہاں اقتدار ہمیشہ مفاد پرستوں کے ایک انبوہِ کثیر کی خاندانی میراث رہا ہے۔ جب یہ لوگ محرومِ اقتدار ہوں اور ان کے طبقاتی و سیاسی مفادات کو زک پہنچے تو "اسلام کو خطرہ" لاحق ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ عوام کے من بھاتے نعرے "نفاذِ اسلام" کے بل بوتے پر سیاسی استحکام حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ صاحبِ اقتدار ہوں تو "اسلام" اِن کے نزدیک فرد کا انفرادی اور متنازعہ مسئلہ بن جاتا ہے۔ چوالیس برس سے پاکستان میں یہی کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ شریعت بل پارلیمنٹ کے بے رحم تھپیڑوں کی زد میں ہے۔ سینٹ کا متفقہ پاس کردہ بل نفاذِ اسلام کی دعویدار لیگی حکومت کے نزدیک متنازعہ ہے۔ اسلام کے نام پر معرضِ وجود میں آنے والی حکومت اپنے وعدے سے انحراف کر کے نہ صرف عوام کے اعتماد کو مجروح کر رہی ہے بلکہ پاکستان کے اساسی نظریہ کی توہین کی بھی مرتکب ہو رہی ہے۔ موجودہ حکمران سابقہ حکمرانوں کے عبرتناک انجام کو مدِنظر رکھیں اور نفاذِ اسلام کا وعدہ ایفاء کریں۔ ورنہ ان کا انجام بھی پچھلوں سے مختلف نہ ہوگا حق ہے یہ گنبد کی صدا ، کان لگا "غور سے سُن

سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

روزہ!

اسلام کی تیسری بنیاد

○

انسان پیدائشی طور پر ایک حیوان ہی ہے جو بقیہ حیوانوں سے عقل اور مزاج کے باعث ممتاز اور افضل ہے۔ اسکی تخلیق مرحلہ وار ہوئی ہے اور اجزائے تخلیق اس کے ذاتی اور داخلی مؤثر اسباب کی حیثیت رکھتے ہیں اگر حیوانی صفات غالب آجائیں تو یہ حیوانوں سے بدتر ہو جاتا ہے اور اگر داخلی ملکوتی صفات غالب آجائیں تو یہ اپنے خالق کا قرب پالیتا ہے اسی لئے اللہ پاک نے اس کے مزاج اور طبیعت کی تخلیق کی ساتھ ہی اسے کچھ عملی ضابطے بھی دیئے تاکہ یہ اپنی عقل مزاج اور طبیعت کی اصلاح کر سکے اور حیوانیت و ملکوتیت کے بین بین انسانیت قائم رکھ سکے اور اسے بلندیوں تک لیجائے اس سلسلۂ انسانیت کی بقاء و ارتقاء کے لئے نبوت کی نعمت سے بھی انسان کو ہی سرفراز فرمایا اور تمام عملی ضابطے بھی انبیاء کی عملی و فکری تعلیم کے ذریعہ انسانوں تک پہنچائے انسان چاہے محلات کا باسی ہو یا جھونپڑوں کا مکین اللہ کے ہاں سب برابر ہیں : اَلْخَلْقُ کُلُّھُمْ عَیَالُ اللّٰہِ۔

مخلوق (انسان) ساری کی ساری اللہ کا کنبہ ہے۔ ظاہر ہے اللہ اپنے کنبہ کیلئے الگ الگ قوانین وضع نہیں کرتا بلکہ کنبہ کی خلقی برابری قائم رکھتے ہوئے انہیں عملی زندگی کا نقشہ عطاء فرماتا ہے اور بہترین نقشہ نبیوں کی زندگی قرار دیتا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ

(تم کو بھلی تھی سیکھنی رسول کی چال)

اگر انسان سیکھے بغیر ہی اپنی اصلاح کر سکتا تو نبوت کی ضرورت ـــــ تھی نہ وحی و الہام کی۔ انسان کا خالق و مالک خوب جانتا ہے کہ اسکی طبیعت و مزاج میں کیا خامی ہے۔ اور اس خامی کو کیسے

دُور کیا جاسکتا ہے۔ اور اس کا جو سب سے بہتر طریقہ تھا، وہ عطاء فرمایا اور اسکی اتباع ہم پر لازم و واجب کر دی اتباع اور اطاعت کے اِسی سُنہری سلسلہ کا ایک بہت ہی اہم رکن صوم (روزہ) ہے۔

صوم کے لغوی معنی کسی بھی عمل سے رُکنا ہے، خصوصاً کھانے، بولنے، اور چلنے سے رُکنے کا نام صوم ہے۔ رُکی اور ٹھہری ہوئی ہوا کو بھی صوم کہا گیا ہے اور دن کے بیچ میں رُکے ہوئے سورج (استواءِ شمس نصف النہار) کو بھی صوم کہا گیا ہے۔ نہ چلنے والے نہ چرنے والے گھوڑے کو صائم کہا گیا ہے۔ شریعتِ مطہرہ میں اس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے ——— کہ ایک عاقل و بالغ مسلمان انسان سحر سے مغرب تک اللہ کی رضا اور محمد رسول اللہ کی اطاعت کے لئے اپنی تمام حلال اور طیب لذتوں کو بھی خیرباد کہہ دے۔ صوم کا لفظ قرآن کریم میں اپنی مختلف صورتوں کے ساتھ ۱۲ مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اس کا یہی معنیٰ و مفہوم ہے۔ چونکہ قرآن کریم مجموعۂ قوانین و احکام ہے۔ حکم خواہ بالواسطہ ہو یا بلا واسطہ خبر کی صورت میں ہو یا انشاء کی صورت میں حکم کا درجہ رکھتا ہے اِس اعتبار سے تیرہ مرتبہ روزے کا حکم دیا گیا جس سے اسکی معاشی اور معادی حیثیت واضح ہوگئی اور کسی قسم کا خدشہ باقی نہ رہا کچھ لوگوں کا "یورپی نفس" اس کو بہت ہی گراں سمجھتا ہے اُن سے قرآن نمٹتا ہے اور کہتا ہے کہ: "یہ روزے صرف تم ہی پر فرض نہیں کئے گئے بلکہ تم سے پہلے بھی جو لوگ تھے اُن پر بھی روزے فرض تھے۔" پھر یہ کہ "تم روزے رکھو کہ روزہ تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے" ——— جس عمل کو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے لئے بہتر فرمادے اُسے غلط، بے مقصد، اور بے جا مشقت کہنا خالصتاً حیوانیت ہے۔ جبکہ حیاتِ طیبہ حاصل کرنے کے لئے بہت ہی ضروری ہے کہ انسانِ کامل سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر نوع اِتّباع کی جائے خود روزہ نہیں رکھ سکتا، بیمار ہے یا ضعیف عمر رسیدہ ہے تو کسی کو روزہ کے لئے (اپنی حیثیت کے مطابق) خرچ دیدے جس کی کم سے کم حیثیت ایک ٹوپہ گندم یا اس کی قیمت ہے۔

روزے کی حکمت: روزہ رکھنے کی حکمت قرآنِ کریم نے خود بیان کی ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ متقی کے معنی صوفیاء نے بیان کئے ہیں کہ مشتبہ چیزوں سے بھی بچو اور فقہاء کے ہاں اس کا معنیٰ ہے، حرام سے بچو اب روزہ کے حقیقی معنیٰ یوں ہوں گے کہ حلال و طیب چیزوں سے بھی اپنے آپ کو روک لو یعنی نفس میں ایسا قوی جذبہ پیدا کر لیا جائے کہ آدمی جب بھی کسی بات، کسی عمل اور کسی بھی چیز سے

رکھنا چاہئے تو ترک سکے حتیٰ کہ حلال لذتوں طیب کھانوں اور جائز راحت و آرام کو بھی چھوڑنا چاہے تو چھوڑ سکے۔ چودھری افضل حق مرحوم نے لکھا ہے "اسلام مساوات کی تعلیم دیتا ہے نماز مجلسی مساوات کا درس دیتی ہے اور روزہ اقتصادی مساوات کے لئے تلخ حقیقت کا تجربہ ہے۔" ایک اور جگہ یوں رقمطراز ہیں "اس لئے مساوات پسند مذہب نے روزہ کا حکم دے کر غریب کی زندگی کی ہلکی سی جھلک دکھا کر کہا کہ ان کا احساس کرو جو ملک کے غلط نظام کے باعث فاقوں مر رہے ہیں" روزہ نہ رکھنے والے سرمایہ دار اور جاگیردار حکمران اور سیاست والوں کی حیوانیت پر ضرب لگاتے ہوئے چودھری صاحب یوں حملہ آور ہوتے ہیں :

"امراء تو رمضان سے پہلے ہی اپنے دوستوں میں (حلقہ ستائش باہمی) اپنی بیماری کا پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیتے ہیں اور قسم کھانے کو احتیاطاً ڈاکٹر سے دو دن پہلے سر چکرانے کا نسخہ بھی لے لیتے ہیں تاکہ سند رہے روزہ سے بچنے کے لئے وہ بیماری کی ساری صورتیں قبول کر لیتے ہیں مگر معمولی فاقہ کی مصیبت نہیں اٹھا سکتے۔ غریب روزہ رکھ کر قرآن خوانی اور نوافل میں وقت گزار دیتے ہیں امیر کمزور اور بیمار پر روزے کے "برے" اثرات کے دلائل ڈھونڈنے اور احباب میں اس کی کیفیت بیان کرنے میں بسر کرتے ہیں اور ساتھ ہی آہ بھر کر اپنی لات کی بیماری کی شکایت کر کے کہتے ہیں کہ دل تو چاہتا ہے کہ روزے رکھوں مگر ڈاکٹر آڑے آتا ہے جی مسوس کر رہ جاتا ہوں۔"

اب تو "من حراموں" کی ایک طویل فہرست ہے جو روزہ نہیں رکھتے کیوں کہ انہوں نے کلچرل ہونے کو مذہب پر ترجیح دی ہے کیا مرد کیا عورتیں کیا امیر اور کیا غریب اس حمام میں سب ننگے اور کلچرل ہیں۔ (فَلَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ) ۔ اور اگر کسی سولائزڈ آدمی نے اکیسویں رمضان کا روزہ رکھنے کی مذہب پر "مہربانی" کر بھی لی تو اخبارات میں اس موذی کا نام "صائمین" کی فہرست میں سرِ فہرست ہوگا افطاری اور دعاؤں کی دھوم مچی ہوگی۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ وہ ظہر تک تو تاب لاتے ہیں پھر اس کے بعد دل دماغ، زبان سب بے قابو ہو جاتے ہیں گھر میں ایک اودھم مچ جاتا ہے۔ بیوی بچے یوں دبکے چھپے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے ملزم تھانے میں اور روزہ دار صاحب بہادر کے اول فول اور گالیوں کا نشانہ

روزنامہ "جنگ" کے مالکان رمضان میں بھی اخبار فروخت کرنے کے ثقافتی حیلے تلاش کر لیتے ہیں۔ کبھی طبلہ و سارنگی سے سنگت کر لیتے ہیں اور کبھی کسی رنڈی کی ننگی فوٹو جنگ کے سینہ پر سجا

لیتے ہیں ۔ دیگر قومی اخبارات و جرائد کا رویہ بھی شرمناک ہے ۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر ۸ گھنٹے کے مسلسل پروگرام میں روزہ، رمضان، قرآن، اذان کے لیے بمشکل ۲۵ منٹ اور باقی قتلِ اسلام کے منظور شدہ پروگرام تھے

ایک چہرے پر کئی چہرے سجا لیتے ہیں لوگ

روزہ کی فرضیت : مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تو اس کے متصل ہی ۲ ہجری میں اس اُمت پر روزے فرض ہوئے ۔ گویا تکمیلِ اسلام میں ہجرت اور روزہ شانہ بشانہ ہیں یعنی اسلام کا عروج مشقتوں اور صعوبتوں کی راہ سے ہو کر آتا ہے ، راحتوں اور لذتوں سے آشنا نہیں ۔

اِنہیں پتھروں پر چل کے اگر آ سکو تو آؤ !

مرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے !

روزہ میں بھوک پیاس لذت و راحت کو چھوڑنے سے صدرِ اسلام میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کی زندگی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ۔ وہ آدمی جسے انسان ہونا میسر نہیں اگر عقل و شعور کی آنکھ کھول کے دیکھے تو صحیح اور سچا انسان وہی نظر آتا ہے جو اپنا دِل ، آنکھیں ، کان ، دماغ ، نفس اور روح احکامِ الٰہی کے سامنے ڈال دے ـــــ اطاعت ، فرماں برداری ، اور اتباع کی وہ مثال قائم کرے ، جس کا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ۲۳ برس مطالبہ کیا ۔

أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ	اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ،
مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ ۔ (القرآن الحکیم) ـــــ	جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی ۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطالبے پر اُمت کا موجودہ منفی ردِ عمل کسی عذاب میں تو مبتلا کر سکتا ہے مغفرت ، رحمت ، بقاء ، ارتقاء اور نجات کی ضمانت ہرگز نہیں دے سکتا ۔

اگر دنیا میں عزت ، عظمت ، آبرو ـــــ اور ترقیاں مطلوب ہیں اور عقبیٰ میں سُرخروئی ، سرفرازی اور نجات کی آرزو ہے تو ہر عمل میں نبی کریم کا اتباع کریں اور اپنی خواہشوں کو روکیں کہ خواہشات ہی ایک ایسی دَلدل ہے جس میں دھنسا ہوا کبھی نہیں نکلا یہ ایک ایسا خوبصورت جال ہے جس میں پھنسا ہوا کبھی رہا نہیں

ہوا ۔ رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں ۔ اور شیاطین قید کر دیئے جاتے ہیں گے

روزہ اور روزہ دار کے فضائل :

نسائی میں ایک حدیث سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ صِیَامَ رَمَضَانَ عَلَیْکُمْ وَسَنَنْتُ لَکُمْ قِیَامَہٗ فَمَنْ صَامَہٗ وَقَامَہٗ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ ـــــــ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اللہ نے تم پر روزے فرض کئے اور میں نے قیام کی سُنت تمہیں دی پس جس نے روزے رکھے ایمان اور احتساب کے ساتھ ، وہ گناہوں سے یوں نکل گیا جسطرح پیدائش کے دن تھا یعنی گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ (یا) وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ ـــــــ

کہ روزہ میرے اور بندے کے درمیان ایک بھید ہے[۱] اور یہ صرف میرے ساتھ متعلق ہے اس لئے اسکی جزاء میں خود ہوں یا میں خود براہِ راست دوں گا ۔

روزہ دار کے منہ کی بُو اللہ کے ہاں مشک سے بہتر ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مسواک نہ کیجائے اور مُنہ گندا رکھا جائے بلکہ اس بُو سے مُراد وہ بُو ہے جو خُلُوّ کی وجہ سے معدہ اور آنتوں سے اُٹھتی ہے اور مُنہ سے نکلتی ہے اور یہ نتیجہ ہے اُس بھوک پیاس کی تلخی کا جو محض اللہ کی رضا کے لئے انسان برداشت کرتا ہے ۔ اس کی پسندیدگی کی حکمت بھی یہی برداشت اور للّٰہیت ہے (واللہ اعلم)

---

[۱] باقی تمام عبادات ظاہری صورت بھی رکھتی ہیں لیکن روزہ اسکی ظاہری کوئی ہیئت نہیں ہے ۔ اسے اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے یہ ایک بھید ہے جو اللہ اور بندے کے درمیان ایک خاص رشتہ و تعلق ہے ۔

رمضان : رَمَضَ یَرْمَضُ فتح بفتح کے باب سے ہے معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ پیاس کی شدّت سے اندر جل اُٹھے اِسے کہتے ہیں رَمَضَ الصَّائِمُ روزہ دار کا اندر جل اُٹھا ۔ رمضان کو رمضان اس لئے بھی کہا گیا کہ یہ شدید گرمیوں میں بھی آتا ہے اس لئے مہینوں کے شُمار کنندگان نے اس کا نام رمضان رکھدیا لیکن سب سے پسندیدہ اس کا سبب جو ذکر کیا گیا وہ یُوں ہے کہ :

اِنَّمَا سُمِّیَ رَمَضَانُ لِاَنَّهٗ یَرْمَضُ الذُّنُوْبَ اَیْ یُحْرِقُهَا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَاتِ ـــــ	اس ماہ کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا کہ یہ اعمالِ صالحہ سے گناہ جلا ڈالتا ہے ۔

اس کے پہلے دس دن رحمتِ عامہ کے درمیان کے دس دن عام بخشش کے اور آخری دس دن جہنّم سے آزادی کے جن لوگوں کے لئے جہنّم واجب ہو جاتا ہے ۔ (اپنے اعمالِ خبیثہ کی وجہ سے) ان کو بھی عام معافی مل جاتی ہے ۔ سُبحان اللہ !

کیا خوش نصیب ہے وہ آدم زادہ جو اپنی حیوانی جبلّتوں کو انسانیت کی ردا میں لپیٹنے کے لئے اللہ جل شانہٗ اور محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بے چُوں چرا اطاعت کرتا ہے ۔ اپنی غلطیوں اور کمزوریوں کا اعتراف کرتے ہوئے اپنے مالک سے رو رو کر معافیاں مانگتا ہے اور اللہ کی بارگاہ میں یُوں پیش ہوتا ہے کہ فرشتے اس کی آمد پر اھلاً و سہلاً و مرحبا کے ڈونگرے برساتے ہیں ۔

رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّهَیِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

رمضان کی مقدس راتوں میں اور دنوں میں کوئی اللہ کا بندہ میری مغفرت کی بھی دعا کر دے تو بیڑا پار ہے ۔

فقیر عطاء المحسن حسنی قادری گیلانی بخاری

شاہ بلیغ الدین
کراچی

"آدھا صاحب"

ایک افسر نے صبح اُٹھتے ہی بستر کی چائے طلب کی۔ انگریز اپنا جو وِرثہ چھوڑ گیا ہے اس میں یہ بھی ایک عادت شامل ہے۔ ملازم نے آواز سُنی تو پاس آیا۔ ادب سے عرض کیا کہ —— حضور! میں تو آپ کے لئے سحری پکا کر انتظار کرتا رہا۔ پوچھا —— رمضان آگیا اور منہ بنا کر اِدھر اُدھر تکتے رہے اور بغیر کچھ کھائے فرمایا —— جاؤ! چائے لے آؤ! ناشتے کی میز پر بیوی سے بدمزگی ہو گئی۔ مرد بہت سی باتوں میں اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے لیکن یہ آزمائی ہوئی بات ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں زیادہ دیندار ہوتی ہیں۔ افسر صاحب ناشتے کی میز سے اُٹھے اور تیار ہو کر دفتر چلے تو میز پر بیٹھتے ہی چائے یا کافی کی ٹرے کا انتظار کیا۔ چپراسی اہل کار غریب ہوتے ہیں اس لئے رمضان کی اہمیت کا ان کو بہت احساس ہوتا ہے۔ اقبال نے سچ ہی کہا ؎ زندہ ہے ملّتِ بیضاء غربا کے دم سے
صاحب کو چائے پیش کرنے نہ پیش کرنے میں غریب چپراسی کے دو مسئلے تھے، ایک یہ کہ یہ اللہ اور رسول کی نافرمانی تھی، دوسرا دلچسپ مسئلہ یہ کہ —— اُس افسر کو کیسے چائے کی ٹرے پیش کرے جس نے کل ہی اس اعلان پر دستخط کئے اور اسے جاری کیا کہ —— احترامِ رمضان میں دن کو کھانے پینے والوں اور خاص طور پر عوامی جگہوں پر احترامِ رمضان برقرار نہ رکھنے والوں کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی۔ دفتر سے بڑھ کر عوامی جگہ اور کونسی ہوتی ہے؟ جب وہی افسر جو ایسا حکم جاری کرتا ہے خود اسکی خلاف ورزی کرتا ہے تو کیا اس کا کوئی مقام اسکے ماتحتوں کی نظر میں ہوتا ہے؟

عہدہ جتنا بڑا ہوگا دین سے اتنی ہی دوری عہدہ داریت کی نشانی سمجھی جاتی ہے۔ اصل میں یہ سوچ ادھ کچے پن کی نشانی ہے۔ ہمارا افسر آدھا صاحب ہوتا ہے۔ ایسا آدمی ہمیشہ بے اصولا، بے ایمان اور پکا دنیا دار ہوگا۔ اسکی زندگی کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ اپنے عہدے سے جو فائدہ ممکن ہے اُٹھا لے۔ قوم دین اور ملک کے غداروں کے سینگ نہیں ہوتے یہی سوچ و فکر ان کی بھی ہوتی ہے۔ جیسے آج گورنر اور کمشنر ہوتے ہیں ویسے ہی پہلے بھی گورنر اور کمشنر ہوتے تھے۔ انہیں بھی وہی اختیارات حاصل

تھے جو آج کے حاکموں کو حاصل ہیں لیکن حضرت سعد بن ابی وقاص گورنر فارس، معاذ بن جبل گورنر یمن، عتبہ بن غزوان گورنر بصرہ نے دین کو کبھی حقیر نہیں سمجھا، بلکہ اپنے آپ کو عوام کے سامنے نمونہ بنا کر پیش کیا۔ یہی حال حضرت عتاب بن اسید کمشنر مکّہ کا حضرت قیس ابن سعد آئی جی مکہ کا تھا۔ بات ساری کردار کی ہوتی ہے۔ انہوں نے اسلامی مملکت کو بنایا، بڑھایا، پھیلایا آج تک دنیا ان کے کارناموں کو مانتی ہے۔ ان کی امانت، محنت، اخلاص، قابلیت کی تاریخ گواہ ہے۔

اور آج کا افسر؟ میں کیا کہوں بہت سے نمونے آپ کے سامنے ہیں، آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔ نوکر شاہی کا بُرا ہونا ایسا ہی ہے جیسے کسی کنبے میں ماں باپ ہی خراب ہوں بچے لازماً بُرے نکلیں گے اسی لئے کہا جاتا ہے کہ —— اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ —— کہ عوام اپنے حاکموں کی چال پر چلتے ہیں —— عبدالرحمٰن صفوری نے نزہۃ المجالس میں ایک حکایت دی ہے کہ:

ایک پارسی نے اپنے بیٹے کو رمضان میں کُھلے عام مسلمانوں کے سامنے کھاتے دیکھ کر اسے مارا۔ بولا ناہنجار تُو نے بڑی بیہودگی کی۔ رمضان کا احترام نہ کیا۔ کہتے ہیں کچھ دنوں بعد وہ مرگیا۔ ایک عالم نے خواب دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جنّت میں جگہ دی پوچھا: کیا تو مجوسی نہ تھا؟ اُس نے کہا —— رمضان کے احترام کی وجہ سے اللہ نے اسے مرنے سے پہلے مسلمان کر دیا —— غیروں کا تو یہ حال اور ہم آدھے صاحب ——!

سوچنا یہ ہے کہ وہ چپڑاسی کیا کرے جسے اس کا افسر رمضان میں چائے کی کشتی لانے کا حکم دیتا ہے؟

مومنین اہل سنّت والجماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ

کتاب نمازِ پیمبر صلی اللہ علیہ وسلم جس میں

دلکش ترتیب۔

- اُردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی احادیث مسلّمہ ہے۔
- امام ابوحنیفہؒ کی علمی عظمت، فلسفیانہ اندازِ استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔
- مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔
- پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر
- مستند ماخذ، علمی سرمایہ، عام فہم اندازِ بیان۔

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

سُنّی پبلی کیشنز پوسٹ بکس نمبر ۷۶۶ لاہور

ہر اچھے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں

قیمت ۵۱/۰۰ روپے

ابوسفیان تائب

روزہ اور اس کے آداب

سورۃ بقرہ کی آیت ۱۸۳ میں ارشادِ خداوندی ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ۔ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

(روزہ سیدنا آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک جاری ہے)

رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک ارشاد ہے:

الصیام جُنَّۃٌ مَا لَمْ یَخْرِقْھَا۔ (ابن ماجہ)

روزہ آدمی کے لئے ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے۔

یعنی جیسے آدمی ڈھال سے اپنی حفاظت کرتا ہے۔ اسی طرح روزہ سے بھی اپنے دشمن یعنی شیطان سے حفاظت ہوتی ہے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ روزہ حفاظت ہے اللہ کے عذاب سے۔ دوسری روایت میں ہے کہ روزہ جہنم سے حفاظت ہے۔ ایک روایت میں وارد ہوا ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کس چیز سے پھٹ جاتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ اور غیبت سے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت سے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ ان کو روزہ کے ثمرات میں بجز بھوکا رہنے کے کچھ بھی حاصل نہیں اور بہت سے شب بیدار ایسے ہیں کہ ان کو رات کے جاگنے کی مشقت کے سوا کچھ بھی نہ ملا۔ (ابنِ ماجہ، نسائی)

انسان کی اصلاح ظاہر و باطن اور بلندیٔ درجات کے لئے روزہ جیسی عظیم عبادت فرض کی گئی ہے۔ روزہ کے مکمل فوائد و فضائل اُسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب ہم لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے فلسفہ کو سمجھ کر مکمل آداب کے ساتھ روزہ رکھیں۔ علماء نے روزہ کے آداب میں چھ امور تحریر فرمائے ہیں۔ ہر روزہ دار

کہ ان آداب کا اہتمام کرنا چاہیئے تاکہ روزہ کے فضائل وبرکات بکمالہ حاصل ہو سکیں۔

۱۔ نگاہ کی حفاظت:۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نگاہ ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو شخص اس سے اللہ کے خوف کی وجہ سے بچ رہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو ایسا نورِ ایمانی نصیب فرماتے ہیں جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔ اس لئے روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ اپنی نگاہ کو ہر ناجائز اور بے محل جگہ پر پڑنے سے روکے رکھے۔

۲۔ زبان کی حفاظت:۔ روزدار کو چاہیئے کہ زبان سے کوئی فحش بات یا جہالت کی بات نہ نکالے۔ کسی سے جھگڑا نہ کرے۔ اگر کوئی دوسرا جھگڑنے لگے تو کہہ دیجئے کہ میرا روزہ ہے اور اگر وہ بیوقوف ناسمجھ ہو تو اپنے دل کو سمجھائے کہ تیرا روزہ ہے تجھے ایسی لغویات کا جواب مناسب نہیں ہے۔ بالخصوص جھوٹ اور غیبت سے مکمل احتراز کرے۔

۳۔ کان کی حفاظت:۔ روزہ دار کے لئے ضروری ہے کہ وہ ہر مکروہ اور ناجائز بات کے سننے سے بھی احتراز کرے۔ نبیؐ کریم صلی اللہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔ اسی لئے جس بات کا زبان سے نکالنا ناجائز ہے اس کی طرف کان لگانا اور سننا بھی ناجائز ہے۔

۴۔ باقی اعضاءِ بدن کی حفاظت:۔ ہاتھ کا ناجائز چیز کے پکڑنے سے، پاؤں کا ناجائز کی طرف چلنے سے روکنا اور اسی طرح پیٹ کا مشتبہ چیز سے محفوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر حرام مال سے روزہ رکھا یا افطار کیا تو اس پر کچھ اجر نہیں ہے۔

۵۔ بہت زیادہ کھانے سے احتراز:۔ سحری وافطاری کے وقت حلال مال سے بھی اتنا زیادہ نہ کھانا کہ شکم سیر ہو جائے اس لئے کہ اس سے روزہ کی غرض فوت ہو جاتی ہے۔ مقصودِ روزہ سے قوتِ شہوانیہ وبہیمیہ کا کم کرنا ہے۔ اور قوتِ نورانیہ اور ملکیہ کا بڑھانا ہے جو کسی قدر بھوکا رہنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

۶۔ چھٹی چیز جس کا لحاظ روزہ دار کے لئے ضروری ہے، یہ ہے کہ روزہ کے بعد اس سے ڈرتے رہنا بھی ضروری ہے کہ نامعلوم یہ روزہ قابلِ قبول بھی ہے یا نہیں ——— اس لئے روزہ دار کو اپنی نیت

کی حفاظت کے ساتھ اس سے خائف بھی رہنا چاہیئے اور دعا بھی کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رضا کا سبب بنالیں۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ میں آدمی کے ہر جزو پر روزہ فرض کیا گیا ہے پس زبان کا روزہ جھوٹ وغیرہ سے بچنا ہے اور کان کا روزہ ناجائز چیزوں کے سُننے سے احتراز، آنکھ کا روزہ لہو ولعب کی چیزوں سے احتراز ہے اور ایسے ہی باقی اعضاء حتّٰی کہ نفس کا روزہ حرص اور شہوتوں سے بچنا، دل کا روزہ اسے حبِّ دنیا سے خالی رکھنا، روح کا روزہ آخرت کی لذّتوں سے بھی احتراز اور سِرِّ خاص کا روزہ غیر اللہ کے وجود سے بھی احتراز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو آداب و اخلاص کے ساتھ روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے —— آمین۔

بخاری کی عظمت

سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو یہ عظمت حاصل ہے کہ انہوں نے تحریک پاکستان کی شدید مخالفت کرنے کے باوجود قیام پاکستان کے بعد دل کے ساتھ پاکستان کے وجود کو تسلیم کرلیا۔ انہوں نے دہلی دروازہ لاہور کے میدان میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے یہ اعتراف کیا کہ

"قیام پاکستان کے مسئلہ پر میری رائے ہار گئی اور مسٹر جناح کی رائے جیت گئی"

بخاری کی عظمت کا یہ بہت بڑا ثبوت ہے کہ اس نے ایک بہادر شخص کے طور پر اعتراف کیا۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری بلاشبہ بہت بڑے خطیب تھے اُن کی خطابت کا یہ عالم تھا کہ وہ گھنٹوں بولتے تھے اور سامعین کی یہ خواہش ہوتی کہ وہ بولتے چلے جائیں۔ قرآنِ مجید کی تلاوت تو اُن پر ختم تھی۔ واقعی ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اُن کی تلاوت کے سحر سے انسان ہی نہیں درختوں کی ٹہنیاں بھی جھوم رہی ہیں۔ پھر یہ کہ وہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرنے والا ایک سچا عاشقِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تھا۔ اپنے معاصرین میں ان کا جو احترام تھا وہ میں آپ کو کیا بتاؤں کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے کبھی گاندھی اور نہرو کا بھی اٹھ کر استقبال نہیں کیا ہوگا۔ لیکن اگر کبھی عطاء اللہ شاہ بخاری ابوالکلام آزاد کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ گھر سے باہر آکر ان کو خوش آمدید کہتے

اقتباس انٹرویو:۔ سید احمد سعید کرمانی۔ ہفت روزہ حرمت اسلام آباد۔ صفحہ 9۔ 29 دسمبر 1987ء

مجید لاہوریؒ

رمضان المبارک

ہوٹلوں میں چھُپ کے پھر کھانے کا موسم آ گیا
سارا دن روزے کو بہلانے کا موسم آ گیا
پھر مری اور کوئٹے جانے کا موسم آ گیا
لیڈروں کے "نُور" فرمانے کا موسم آ گیا
آ گیا پھر برف کا بھاؤ بڑھا دینے کا دَور
"چور بازاری" کو چمکانے کا موسم آ گیا
گھی بنے گا تیل سے، پانی سے بن جائیگا دُودھ
صنعتوں کو اَوج پر لانے کا موسم آ گیا
دن کو چاؤ لنچ بھی، سگریٹ بھی، لیکن شام کو
دعوتِ افطار میں جانے کا موسم آ گیا

○

ہوٹلوں میں چھُپ کے کھانے کا زمانہ آ گیا
پھر گناہوں کو چھُپانے کا زمانہ آ گیا
دُودھ میں پانی ملانے کا زمانہ آ گیا
تیل کو پھر گھی بنانے کا زمانہ آ گیا
بلیک میں پیسہ کمانے کا زمانہ آ گیا
بختِ خُفتہ کو جگانے کا زمانہ آ گیا
مسجدوں میں لوگ ہو جائیں گے معروفِ نماز
شیخ کے جوتا چُرانے کا زمانہ آ گیا
عید ہے اب مولوی گل شیر خاں کی عید ہے
مُرغ اور حلوہ اڑانے کا زمانہ آ گیا
بند ہوں گے اک مہینہ کے لئے سب میکدے
چائے پینے اور پلانے کا زمانہ آ گیا
تو کراچی میں ابھی تک جم کے بیٹھا ہے مجیدؔ
"ایبٹ آباد" جانے کا زمانہ آ گیا

○

عید مبارک

"نیک فطرت" روزہ داروں کو مبارک عید ہو
"پاک طینت" کالے چوروں کو مبارک عید ہو
ہو مبارک ان کو جو کرتے رہے ہیں صبح و شام
ہوٹلوں پر "مرغ و بریانی" سے دیں کا احترام
ہو مبارک ان کو جو روزے کو بہلاتے رہے
ٹھیک انگلش وقت پر "لنچ اور ڈنر" کھاتے رہے
ہو مبارک ان کو "جو رمضان کے بیمار" تھے
جو دن کو روزہ خور تھے اور شب کو روزہ دار تھے
مستحق ہیں بالیقیں وہ بھی مبارک باد کے
جو مسافر تھے "مری" اور "ایبٹ آباد" کے
اور وہ مردِ قلندر وہ "چرس افروز خاں!"
چھُپ کے جو پیتا رہا بیت الخلا میں بیڑیاں
مستحق ہے عید پر وہ بھی مبارک باد کا
خوب چمکایا "چلم" سے اس نے نام اَجداد کا
ہیں مبارک باد کے قابل وہ سب "اللہ کے شیر"
بیچتے تھے شام جو برف بارہ آنے سیر
ہو مبارک ان کو بھی کی ہے جنہوں نے برملا
دودھ میں پانی ملا کر "خدمتِ خلقِ خدا"
ہیں یقیناً مستحق وہ بھی مبارک باد کے
گھی بنایا ہے جنہوں نے کوکونٹ کے تیل سے
"نیک فطرت" روزہ خوروں کو مبارک عید ہو
"پاک طینت" کالے چوروں کو مبارک عید ہو

مولانا عبدالستار جھنگوی
استاذ مدرسہ معمورہ ۔ ملتان

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد چہارم

سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

انسانی تاریخ میں بعض ایسی شخصیتیں بھی جلوہ گر ہوئی ہیں کہ جن کی عظمت، ذہانت اور جرأت کے آفتاب نے یوں عالم آرائی کی ہے اور یوں تعصب و عناد کی تاریکیوں کو ختم کیا ہے کہ جس سے ہر ذی شعور نے کسبِ ضیا کیا ہے، ایسی شخصیتیں تعداد میں بہت کم ہیں لیکن انہیں انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات بھی انہی میں سے ایک شخصیت تھی ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ سے لیکر آج تک یعنی اس طویل مدت میں پوری انسانیت سے خراجِ تحسین وصول کیا ہے۔ شیرِ خدا نے دیانت، بصیرت، علم، زہد، جرأت، شجاعت، بہادری کے ایسے ابواب قائم کئے ہیں جو رہتی دنیا تک باقی رہیں گے۔

تعارف: نام: علی رضی اللہ عنہ۔ لقب: اسد اللہ اور مرتضیٰ۔ کنیت: ابوالحسن اور ابو تراب۔ آپ کا نسب نامہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت قریب ہے آپ کے والد کا نام عبد مناف اور کنیت ابو طالب تھی۔ کنیت نام پر غالب تھی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں، ماں باپ دونوں کی طرف سے آپ ہاشمی ہیں۔ آپ کے والد مسلمان نہیں ہوئے، مگر آپ کی والدہ مشرف بہ اسلام ہوئیں، اور ہجرت کی آج بھی جنت البقیع میں آرام فرما رہی ہیں۔

حُلیہ مبارک: میانہ قد، سینہ چوڑا مثالِ کہکشاں جیسے ابراہیمؑ۔ بلند مرتبت عالی شان آنکھیں بڑی بڑی داڑھی لمبی اور گھنی۔ حسن اس پہ نازاں، چاند اُس پر قربان۔

قبولِ اسلام: آپ رضی اللہ عنہ بچپن ہی میں اسلام لائے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی پرورش فرمائی ابو طالب کے ہاں فاقہ ہونے کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو پالا پوسا، نبی علیہ السلام کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے بتوں کی پوجا نہیں کی۔ آپ رضی اللہ عنہ بے مثال

خطیب، شاعر، اور علم وفضل کے تاجدار تھے۔ اسلامی عدالت کے چیف جسٹس تھے، صحابہ کرام رضؓ میں اعلیٰ درجہ کے فصیح وبلیغ تھے اور شجاعت وبہادری آپ کا ورثہ تھی۔

مکی زندگی : قبولِ اسلام کے بعد آپ کی زندگی کے تیرہ برس مکہ میں بسر ہوئے۔ اس دوران آپ رضؓ دعوتِ اسلام کے ہر مرحلے اور آزمائش میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اس وقت چونکہ سرزمین مکہ میں مسلمانوں کے لئے (اعلانیہ خدا کا نام لینا) ناممکن تھا۔ اس لئے جب نبی کریم عبادتِ الٰہی میں مشغول ہوتے تو آپ رضؓ بھی اُن کے ہمراہ شریک ہوجاتے ایک دفعہ وادئ نخلہ میں مصروفِ عبادت تھے کہ ابوطالب کا اُدھر سے گزر ہوا۔ اپنے بھتیجے اور بیٹے کو عبادت کرتے دیکھا تو پوچھا تم کیا کر رہے ہو؟ نبی کریم نے کلمۂ حق کی دعوت دی تو کہنے لگے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن فی الحال یہ موقع مناسب نہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ رضؓ بھی ارشادِ نبوی ؐ کی تعمیل میں پیادہ عازمِ مدینہ ہوئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مہاجرین و انصار میں مؤاخات کا معاملہ فرمایا تو آپ رضؓ کو اپنا بھائی قرار دیا

فضائل ومناقب : آپ نے زبانِ نبوت سے کیسے کیسے انمول موتی چُنے (۱)۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علیؓ سے فرمایا کہ تم میری طرف اس مرتبہ پر ہو۔ جس مرتبہ پہ ہارون موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھے مگر بات یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔ بخاری ومسلم (۲)۔ زر بن حبیش رضؓ سے روایت ہے کہ سیدنا علیؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑ کر درخت نکالا اور جان کو پیدا کیا کہ نبی پاک ؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ مجھ سے وہی محبت کرے گا جو مؤمن ہوگا اور مجھ سے وہی بغض رکھے گا جو منافق ہوگا۔ (مسلم)

(۳) ۔ حضرت ام عطیہ رضؓ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کہیں بھیجا جس میں سیدنا علی رضؓ بھی تھے تو میں نے رسول اللہ کو ہاتھ اُٹھائے ہوئے یہ دُعا مانگتے ہوئے سنا یا اللہ! مجھے موت نہ دینا جب تک کہ علی رضؓ کو نہ دیکھ لوں۔ (ترمذی) (۴)۔ غزوۂ بدر میں بہت کارہائے نمایاں کئے اور بہت سے کفار آپ کی تلوار سے داخلِ جہنم ہوئے (۵)۔ اسی طرح غزوۂ احد وغزوۂ خیبر میں بھی بڑی خدمات انجام دیں۔ (۶)۔ ۹ھ میں رسول اللہ ؐ نے سیدنا صدیقِ اکبرؓ کو امیرِ

حج بنا کر روانہ کیا اُس کے بعد سورۂ براٗت نازل ہوئی تو اسکی تبلیغ پر آپ علیہ السلام نے سیدنا علیؓ کو بھیجا کیا۔ خلفاء ثلثہ کے عہد میں آپ چیف جسٹس تھے۔ ہجرت کے دوسرے سال نبی کریم صلعم نے آپؓ کو اپنی دامادی کا شرف بخشا۔

علیؓ کی طرزِ زندگی منافقت کی موت ہے:

جونہی خلافت پر متمکن ہوئے تو حالات نے عجیب و غریب شکل اختیار کر لی ایسے واقعات کبھی پہلے رُونما نہ ہوئے تھے۔ جنگِ جمل میں سیدنا علیؓ، سیدنا طلحہؓ و زبیرؓ لڑنے کے لیئے بصرہ میں نہ آئے تھے بلکہ سب نے اپنے آنے کا مقصد اصلاحِ احوال بتایا جیسا کہ ام المومنینؓ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت فرمائی لیکن حالات یکایک بدلے اور اُن شرپسند باغیوں کی وجہ سے "مجلس اصلاح" جنگ میں بدل گئی اب ذرا سیدنا علیؓ کا حسنِ انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ آپؓ نے قصاصِ عثمانؓ کے لئے لڑنے والوں سیدنا معاویہ اور ان کے اعوان و انصار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو نہ کافر کہا اور نہ باغی نہ صورتاً نہ حقیقتاً" بلکہ خون کے اس دریا کو عبور کرنے کے بعد آپ نے ہر ایک کی سابقہ پوزیشن بحال رہنے کا اعلان فرما دیا اور اُن کے ایمان و یقین کی تصدیق بھی فرمائی۔ سیدنا علیؓ نے سیدہ عائشہؓ کے بارے میں فرمایا

جیسے شریف رضی (شیعہ) سنہ ۴۰۲ھ نقل کرتا ہے کہ آپؓ نے سانحہ جمل کے بعد اُم المومنینؓ کے بارے میں فرمایا۔ وَلَهَا بَعْدُ حُرْمَتُهَا الْأُولَى۔ آپ کا رتبہ آج کے بعد بھی وہی ہے جو پہلے تھا۔ فرمایا جمل کے واقعہ کے بعد بھی آپؓ کی عزت وہی ہے جو آج سے پہلے تھی۔ سیدنا طلحہؓ میدان جمل میں شہید ہوئے تو سیدنا علیؓ اُن کے قریب آئے اور آپؓ کے چہرے سے مٹی ہٹاتے رہے اور آپ کے لیۓ رحمت کی دعائیں کرتے رہے اور فرمایا کاش میں آج سے بیس سال پہلے فوت ہو جاتا مجھے یہ صورت حال دیکھنی نہ پڑتی۔ سیدنا طلحہؓ کے قاتل نے آپ کے ہاں آنے کی اجازت طلب کی تو آپؓ نے فرمایا۔
بَشِّرْهُ بِالنَّارِ - اسے جہنمی ہونے کی بشارت دے دو۔ سیدنا حسنؓ نے سیدنا علیؓ سے کہا کیا میں نے آپ کو بصرہ جانے سے نہیں روکا تھا ؟ تو آپ نے فرمایا،

؎ سیدنا علیؓ کا بھیجنا صدیق اکبرؓ کی معزولی کے لیئے نہ تھا بلکہ صرف اس سورۃ کے احکامات لوگوں تک پہنچانے تھے چونکہ یہ سورۃ صدیق اکبرؓ کی روانگی کے بعد نازل ہوئی تھی۔

بیٹے کاش! تیرا باپ بیس سال قبل وفات پا جاتا۔ اسی طرح جنگِ صفین کے بعد سیدنا علیؓ کا معروف خطبہ نہج البلاغہ جلد سوم صفحہ ۱۲۵ پر یوں منقول ہے۔

وکان بدءُ امرنا انا التقینا والقوم من اھل الشام والظاھر ان ربنا واحدٌ ونبینا واحدٌ ودعوتنا فی الاسلام واحدة لا نستزیدھم فی الایمان باللہ والتصدیق لرسولہ ولا یستزیدوننا الامرُ واحدٌ الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان ونحن منہ براء۔

ترجمہ: ہمارے معاملہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ ہمارے اور اہلِ شام کے درمیان مقابلہ ہوا اور حقیقت یہ ہے ہمارا اور اہلِ شام کا خدا ایک ہے۔ اور نبی بھی ایک ہے۔ اور اسلام کی دعوۃ بھی ایک ہے۔ ایمان باللہ اور تصدیق بالرسول میں نہ ہم اُن سے زیادہ ہیں اور نہ وہ ہم سے زائد ہیں ایمان و اسلام کا معاملہ ایک ہے۔ ہاں اُن کے اور ہمارے درمیان صرف سیدنا عثمانؓ کے خون میں اختلاف ہوا اور ہم سیدنا عثمانؓ کے خون سے بالکل بے تعلق ہیں۔ یہ آپ کی فراست تھی جس کی بناء پر آپ نے شر پسندوں کے ارادے خاک میں ملا دیئے۔

شہادت: ابن ملجم کے ہاتھوں ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔ سیدنا حسنؓ و حسینؓ نے آپ کو غسل دیا۔ سیدنا حسنؓ مجتبیٰ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور رشد و ہدایت اور علم و عرفان کے اس آفتاب کو کوفہ کے عزای نامی قبرستان میں سپردِ لحد کر دیا۔ آپؓ کی عمر تریسٹھ سال تھی اور مدتِ خلافت چار سال نو ماہ۔

اقوالِ زرّیں: فرماتے تھے کہ بندے کو چاہیئے کہ اپنے رب کے علاوہ کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہوں کے سوا کسی چیز کا خوف نہ کرے۔ ایک دفعہ فرمایا جب تقدیر کا معاملہ آ جاتا ہے تو تدبیر رائگاں ہو جاتی ہے آخری وصیت میں فرمایا اے لوگو! اللہ کی توحید پر قائم رہنا اور کسی کو اللہ کا شریک نہ بنانا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا توحید اور سنّت دو ستون ہیں اور دو مشعلِ تاباں راہ ہدایت کے ہیں۔

مولانا محمد مغیرہ
جامع مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ

قسط اول

فاتح روم ، اسلامی بحریہ کے بانی
خلیفۂ راشد ، امیر المؤمنین ، ابو عبدالرحمٰن ، ابو یزید
سیدنا معاویہ سلام اللہ علیہ

خلیفۂ راشد امیر المؤمنین سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے بارے میں علامہ سیوطی لکھتے ہیں : اَسْلَمَ هُوَ وَ اَبُوْهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ ۔

کہ وہ اور ان کے والد فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے ۔

لیکن محقق بات یہ ہے کہ فتح مکہ سے قبل ہی آپؓ اسلام قبول کر چکے تھے ۔ تقریب التہذیب میں ہے ۔

مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ خَلِيْفَةٌ وَصَحَابِىٌّ اَسْلَمَ قَبْلَ الْفَتْحِ	معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ اور صحابی ہیں فتح (مکہ) سے پہلے مسلمان ہوئے ۔

علامہ ذہبیؒ کا قول ہے :

اَظْهَرَ اِسْلَامَهٗ يَوْمَ الْفَتْحِ ۔ (تاریخ اسلام)	(سیدنا معاویہؓ) نے اپنے اسلام کو فتح (مکہ) کے دن ظاہر کیا ۔

علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی شہرہ آفاق کتاب "الاصابہ" میں رقمطراز ہیں :

"اسلام لانے کے باوجود اس زمانہ میں اپنے اسلام کا اظہار نہ کر سکے اور اس روز اس کا اظہار کیا جس روز آپ کے والد ابوسفیان دولتِ ایمانی سے مشرف ہوئے ۔

آپ کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام کو چھپائے رکھنے کی وجہ علامہ ابن حجر نے اپنی کتاب فتح الباری میں یوں تحریر کی ہے :

"بعض وجوہ کی بناء پر آپ نے ایمان کو چھپائے رکھا ۔ جن میں سب سے بڑی وجہ کفارِ مکہ کی مسلمانوں پر سختی تھی ۔ کیونکہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہنا گویا سارے عرب کو

اپنی مخالفت کی دعوت دینا تھی ۔"

مؤرخین کی اکثریت اِس بات پر متفق ہے کہ آپ نے فتح مکہ سے قبل اسلام قبول کر لیا تھا مگر اظہارِ اسلام فتح مکہ کے دِن کیا جیسا کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر کے موقع پر اسلام قبول کر لیا تھا مگر اظہارِ اسلام فتح مکہ سے کچھ دن پہلے کیا ـــــ گویا بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

إِنَّ اللهَ نَظَرَ فِيْ قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم فَبَعَثَ بِرِسَالَتِهٖ وَانْتَخَبَهٗ بِعِلْمِهٖ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ قُلُوْبِ النَّاسِ بَعْدَهٗ فَاخْتَارَ لَهٗ أَصْحَابًا (الی آخر الحدیث)	اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دِلوں کو دیکھا تو سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کیا چنانچہ آپکو رسول بنا کر بھیجا اور علم میں ممتاز مقام عطا فرمایا، پھر لوگوں کے دِلوں کو دیکھا تو اصحابِ رسول کو پسند کیا ۔

کتبِ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہؓ کا مقام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں میں بہت بلند تھا اور آپ پر اِس قدر اعتماد تھا کہ سیدنا معاویہؓ کو کاتبینِ وحی میں شمار کیا۔ طبری نے لکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کے کاتبینِ وحی یعنی قرآن لکھنے والے تیرہ ۱۳ تھے، جن کے اسماء گرامی لکھنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ زیدؓ اور معاویہؓ ہمیشہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے۔ انہیں کاتبینِ وحی میں خاص مقام حاصل تھا ـــــ علامہ ذہبی نے سیدنا ابن عباسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے :

كُنْتُ أَلْعَبُ فَدَعَانِيْ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ادْعُ لِيْ مُعَاوِيَةَ وَكَانَ يَكْتُبُ الْوَحْيَ ۔ (تاریخ اسلام ج ۲)	میں کھیل رہا تھا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا معاویہ کو بلاؤ، اور وہ وحی کو لکھا کرتے تھے ۔

روایات شاہد عدل ہیں کہ یہ منصب جلیلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا معاویہ کو عطاء فرمایا تھا، چنانچہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

أَتَى جِبْرِيْلُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اقْرَأْ مُعَاوِيَةَ السَّلَامَ وَاسْتَوْصِ بِهٖ خَيْرًا فَإِنَّهٗ أَمِيْنُ اللهِ عَلٰى كِتَابِهٖ	جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معاویہؓ کو سلام کہو اور ان کے حق میں حسن سلوک کی وصیت قبول کرو، کیونکہ وہ اللہ کی کتاب

وَوَحْيِهٖ وَنِعْمَ الْاَمِيْنُ۔	اور اسکی وحی پر اس کا امین ہے اور کتنا ہی
(البدایہ جلد ۸ صفحہ)	اچھا امین ہے۔

اِس روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیدنا معاویہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ انتخاب ہی نہیں بلکہ اللہ کی نظرِ انتخاب بھی ہیں ـــــــ آپ مقامِ صحابیت سے مشرّف تو تھے ہی کہ اللہ تعالیٰ نے کاتبِ وحی ہونے کا اعزاز بھی عطا فرمادیا۔ یہاں تک کہ آسمانوں پر بھی معاویہؓ کی امانت و دیانت کے چرچے ہونے لگے ـــــــ سیدنا معاویہؓ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و محبّت کا اس حدیث سے بھی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ جسے حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ کی جلد ۸ صفحہ ۱۲۲ پر نقل کیا ہے:

"حضرت عبداللہ بن بسرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہم سے کسی بات میں مشورہ لیا اور یہ دونوں بزرگ اِس معاملہ میں کچھ مشورہ نہ دے سکے اور عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: اُدْعُوْا مُعَاوِيَةَ کہ معاویہؓ کو بلاؤ ـــــــ دونوں بزرگوں نے اِس پر تعجب کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے دو آدمیوں پر اِس قدر یقین نہیں کہ قریش کے بچوں میں سے ایک بچے کو طلب فرما رہے ہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا: اُدْعُوْا مُعَاوِيَةَ (معاویہؓ کو بلاؤ) ـــــــ چنانچہ سیدنا معاویہؓ کو بلایا گیا جب معاویہؓ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ اِس کے سامنے اپنی بات رکھو کیونکہ یہ قوی ہے (حل نکال دے گا) اور امین بھی ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ اُم المومنین سیدہ ام حبیبہؓ اپنے حقیقی بھائی معاویہؓ سے اظہارِ محبت فرما رہی تھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا اِس کے رسول کو بھی اِس سے محبت ہے۔" (لسان المیزان جز۳)

یہ محبّت ہی تو تھی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہؓ کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا تو سیدنا معاویہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمِ اطہر کے ساتھ چمٹ گئے۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاویہؓ تمہارے جسم کا کون سا حصّہ میرے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے سیدنا

معاویہؓ نے فرمایا – یا رسول اللہ میرا پیٹ اور سینہ آپ کے جسم کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ سُن کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعاء ارشاد فرمائی :

اَللّٰھُمَّ اِملأہُ عِلمًا –	اے اللہ معاویہؓ کو علم سے بھر دے ۔

ایک اور موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہ کے لئے یوں دعا فرمائی ۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ مُعَاوِیَۃَ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًّا	یا اللہ معاویہؓ کو ہادی اور مہدی بنا ۔

ایک اور حدیث میں دُعا کے الفاظ یُوں ہیں :

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِہِ الْعَذَابَ ــــــ	اے اللہ معاویہؓ کو کتاب کا علم اور حساب سکھائے اور اِسے عذاب سے محفوظ فرما ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات اور دعاؤں میں سیدنا معاویہؓ کا جو مقام و مرتبہ متعین ہوا ہے اُس کے بعد کسی سند کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ زبانِ نبوت سے نکلی ہوئی دعاء کے اثر سے کس کو انکار کی مجال ہے ۔ ؟ دعاء رسول منظور و مقبول ہو گئی اور اللہ نے سیدنا معاویہؓ کو اُمت کے لئے ہادی اور مہدی بنا دیا اور جو کچھ نبی علیہ السلام نے اللہ سے معاویہؓ کے لئے مانگا سو عطا کیا گیا ــــــ نبی علیہ السلام نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا ـــــــــــ

یَبْعَثُ اللّٰہُ تَعَالٰی مُعَاوِیَۃَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَعَلَیْہِ رِدَاءٌ مِنَ الْاِیْمَانِ (کنز العمال جلد ۶ ص ۱۹۰)	اللہ تعالیٰ معاویہؓ کو قیامت کے دِن ایسی حالت میں اُٹھائیں گے کہ اُس پر ایمان کی چادر ہو گی ۔

ایک حدیث میں درج ذیل الفاظ ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : " کیا میں تجھے جنتی شخص کی اطلاع دوں اے معاویہؓ تیری اور میری ملاقات جنّت کے دروازے پر ہو گی تو مجھ سے ہے اور میں تم سے ہوں اور دو انگلیوں سے اِشارہ کرکے فرمایا " (لسان المیزان جزء ۲ ص ۲۵)

اِزالۃ الخفاء اردو ص ۲۴۵ پر حدیث مرقوم ہے کہ " رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کا پہلا لشکر جو دریا میں جہاد کرے گا اُس کے لئے جنّت واجب ہو گئی ۔

اس پر شاہ ولی اللہ محدّث دھلویؒ فرماتے ھیں کہ سب سے اوّل سیدنا عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں سیدنا

معاویہؓ نے جہاد کیا ـــــــــ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں :

اس لشکر سے مراد سیدنا معاویہؓ کا لشکر تھا جس نے ۲۷ھ میں قبرص کو فتح کیا (البدایہ جلد ۸ ص ۲۲۱)

اس حدیث کی رو سے سیدنا معاویہ بھی اُن چند خوش نصیب صحابہ میں شامل ہو گئے جنہیں نبی علیہ السلام نے دنیا میں ہی اُن کے قطعی جنتی ہونے کی بشارت دی ۔

آپ نے اظہار اسلام کے بعد نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ مل کر مشرکین کے خلاف جہاد کیا ، حنین و طائف کے غزوات میں شریک ہوئے حنین کے مالِ غنیمت میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاویہؓ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا یا چاندی مرحمت فرمایا تھا ۔

جہاد میں نبی اکرم کی معیت نصیب ہونا بہت بڑی عظمت و سعادت ہے ۔ امیر المومنین عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے فرمایا تھا کہ :" میں امیر معاویہؓ کے گھوڑے کے ناک کے غبار (جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کفار کے خلاف جہاد کرتے وقت اُڑ کر اس کے ناک میں پڑا) کو بھی نہیں پہنچ سکتا ۔"

سیدنا معاویہؓ کو رسول کریم علیہ السلام سے خاندانی قرابت کا اعزاز بھی حاصل ہے ۔ آپ کی حقیقی ہمشیرہ اُم المومنین سیدہ اُم حبیبہؓ نبی کریم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ تھیں ، آپ کی قابلِ رشک سیاسی زندگی کا جائزہ لیا جائے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انکی تخلیق ہی حکومت و سیاست کے لئے کی تھی ۔

ارشادِ رسول علیہ السلام کے مطابق تمام صحابہؓ نجوم ہدایت اور عادل و راشد ہیں کسی بھی غیر صحابی کو یہ حق ہی حاصل نہیں کہ وہ نبی علیہ السلام کے ان پاکباز اور قدسی صفت جاں نثاروں کی جماعت پر تنقید کرے یا اُن کے مشاجرات کو حق و باطل کے معرکے قرار دے کر اُن کا تقابل کرے ۔ اور نہ ہی اس بات کا حق ہے کہ محض اپنی خواہشات کی تکمیل کے لئے ایک صحابی کو دوسرے پر فضیلت دے ۔

ہاں ایسی فضیلت جو رسول کریم علیہ السلام نے خود کسی صحابی کو دوسرے پر یا کسی طبقہ یا جماعت کو صحابہ کے دوسرے طبقہ یا جماعت پر دی ہو یا خود کسی صحابیؓ نے دوسرے صحابی کی کسی خوبی اور فضیلت کو بیان کیا ہو اسے من و عن مان لینا اور اس کا اعلان و اظہار کرنا ہر مسلمان کے لئے اس لئے ضروری ہے کہ اس سے صحابہؓ کرام کے خلاف رافضیوں اور سبائیوں کے پھیلائے ہوئے صدیوں پرانے پروپیگنڈے کی نفی ہوتی ہے ۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ میں اور پھر اپنے عہدِ خلافتِ راشدہ میں اپنی خداداد فہم و فراست اور سیاسی صلاحیتوں کا اظہار کر کے نبی علیہ السلام اور اپنے ہم عصر صحابہؓ سے داد و تحسین وصول کی ، ذیل

میں سیدنا معاویہؓ کے چند ہم عصر جلیل القدر صحابہ کرامؓ کی آراء ملاحظہ فرمائیں ۔

سیدنا عبداللہؓ بن عمرو بن العاص :

مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَسْوَدُ مِنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ جبلة بن سحیم قُلْتُ وَلَا عُمَرَ قَالَ کَانَ عُمَرُ خَیْرًا مِنْهُ ۔ (البدایہ جلد ۸ ص ۱۳۵)

میں نے معاویہؓ سے بڑا سردار کوئی نہیں دیکھا جبلہ بن سحیم کہتے ہیں میں نے کہا عمرؓ بھی فرمایا عمرؓ ان سے افضل تھے لیکن صفت سیادت میں معاویہؓ افضل ہیں ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ :

مَا رَأَیْتُ اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْوَدُ مِنْ مُعَاوِیَةَ فَقِیْلَ لَهٗ فَاَبُوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم فَقَالَ کَانُوْا وَاللّٰهِ خَیْرًا مِنْ معاویۃ وَکَانَ مُعَاوِیَةُ اَسْوَدُ منھم ۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہؓ سے بڑا سردار کوئی نہیں دیکھا ، عرض کیا گیا اور ابوبکر و عمر و عثمان و علی (رضی اللہ عنہم) فرمایا خدا کی قسم وہ معاویہؓ سے افضل تھے اور معاویہ قیادت و سیادت میں اُن سے افضل تھے

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ :

مَا رَأَیْتُ اَحَدًا اَخْلٰی لِلْمُلْكِ مِنْ مُعَاوِیَةَ ۔ اصابہ جلد ۳ ص ۴۱۳

میں نے حکومت کو زینت دینے والا معاویہؓ سے بڑھ کر لائق کوئی نہیں دیکھا ۔

سیدنا معاویہؓ کے تفقہ فی الدین کے بارے میں ایک دوسری روایت میں سیدنا ابن عباس فرماتے ہیں ۔ اِنَّهٗ فَقِیْهٌ معاویہ یقیناً فقیہ ہیں ۔ (بخاری جلد ۱ ص ۵۳۱ حماۃ الاسلام جلد ۱ ص ۱۶۵)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا معاویہؓ کی تدبیر و سیاست اور قیادت و سیادت کی اہلیت کا جن الفاظ میں اعتراف کیا ہے یقیناً یہ اُن کے منصب و دیانت کا عکاس ہے ۔ انہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا کہ حکمرانی کے جوہر اور جوہر سیدنا معاویہؓ میں جیسے وہ نبی علیہ السلام کے بعد کسی اور میں نہیں دیکھے ۔ تمام صحابہؓ اُن کی خلافت و قیادت پر متحد ہو گئے اور انکی سیادت میں کفار و مشرکین کے خلاف جہاد کر کے اسلامی حکومت سلطنت کو اپنے پیشرو خلفاء راشدین کے عہد سے زیادہ وسعت دے دی ۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَشَآءُ (باقی آئندہ)

مولانا محمد سعید الرحمٰن علوی ـ لاہور

آخری قسط

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی فکری میں رُتبۂ تجدید کے کرنیں

عزیزی ذوالکفل سلّمہ کی دُوسری خواہش مولانا کے فقہی مسلک کے متعلق تھی ۔ سچی بات یہ ہے کہ مجھے اس قسم کے سوالوں سے ہی گھن سی آتی ہے ــــــ اُمتِ رسُول کی اصلاح کے لئے ، تاریخ اسلام کے مختلف اَدوار میں مجدّدانہ اور مجتہدانہ رول اَدا کرنے والی شخصیات ' قدرت کا لازوال عطیہ ہوتی ہیں اور اس قسم کی تقسیم سے ماوراء اور بلند ــــــ یہ الگ بات ہے کہ مولانا السیّد محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہٗ کے بقول " ان کا مجتہدانہ ذوق کسی خاص اسکول سے میل کھا جائے ۔ " شاہ صاحب تحدیثِ نعمت کے طور پر خود اپنے متعلق ارشاد فرماتے کہ " ہر مسئلہ پر قدرت نے مجھے مجتہدانہ ذوق بخشا لیکن تمام تر سعی و کاوش کے بعد نگاہ اُٹھتی ہے تو حضرت الامام ابوحنیفہ قدس سرہٗ کی فقہی کاوشیں ، قرآن و سنت کے احکام کی صحیح تعبیر و آئینہ دار نظر آتی ہیں "

بدقسمتی سے ہمارا ماحول بُری طرح تشتت و افتراق کا شکار ہے ۔ دنیا کی انسانی آبادی کا بڑا حصّہ کفر کی مختلف شکلوں میں مبتلا ہے تو اسلامیانِ عالم کی اکثریت کی نسبتِ اسلام باعثِ شرم ! الحاد و زندقہ کی لہریں چاروں طرف نظر آرہی ہیں اور نسلِ نو اسلام کے چشمۂ صافی کی تلاش میں سرگرداں ۔

اصحابِ علم و معرفت عجیب قسم کے تنگنائوں میں مقید ہو کر رہ گئے ہیں ، ہر شخص ایک خاص ماحول میں قید ہے ۔ اور اس سے باہر دیکھنے کو مطلق تیار نہیں ــــــ برِعظیم میں انگریزی استبداد کے دَور میں عدمِ تقلید کی جو لہر منظّم ہوئی اور بعض حضرات نے " اہلِ حدیث " کا عنوان سرکارِ برطانیہ سے رجسٹرڈ کرا کے جو مہم شروع کی ، وہ کیا کم خطرناک روش تھی کہ اس کے ردِّ عمل کی کاوشوں نے وہ ستم ڈھایا کہ توبہ بھلی ــــــ ! حالات نے ایسی بگاڑ کی شکل اختیار

کی کر قرآنِ عزیز کے ارشادات نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ "حلقۂ یاراں میں بریشم کی طرح نرم مسلمان" غیروں کے لئے فولاد بننے کے بجائے اپنوں کے لئے فولاد بن گئے۔ اسلام کی اعلیٰ و ارفع تعلیم سے دُوری کا یہ لازمی اثر تھا۔ ورنہ مولانا سیّد انور شاہ کے بقول رشتۂ انسانیت ہی ایسا عظیم رِشتہ ہے کہ ہزار مذہبی اختلاف کے باوصف "شُرفاء" مِل جُل کر زندگی گزار سکتے ہیں، محدّث کشمیری نے فرمایا :

" دُو مذہبوں کے شُرفاء مِل کر جی سکتے ہیں، لیکن ایک مذہب کے دُو کمینے مِل کر جی نہیں سکتے۔"

گاندھی، انور شاہ کی اس بات پر تڑپ اُٹھا اور انور شاہ کو ملنے دیوبند کا عزم کر لیا کہ اِس شخص کی زیارت، سعادت ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ گرفتاری نے گاندھی کا خواب پُورا نہ ہونے دیا اور وہ امام العصر سے نہ مِل سکا ــــــــــــــ

دورِ سامراج کی مخصوص فرعونی حکمتِ عملی "لڑاؤ، حکومت کرو" نے کیا گُل کِھلائے، ایک طرف جدید تعلیم کے نام پر علی گڑھ میں مُسلم اُمّہ کے شاہین صفت بچوں کو خوشامد و غلامی کا درس دیا جانے لگا ــــ جس کا ردِّ عمل بعض علیگ حضرات کی طرف سے جامعہ ملیہ کی شکل میں سامنے آیا جس کا افتتاح محمّد علی جوہر، ڈاکٹر انصاری اور حکیم اجمل خان نے شیخ الہند مولانا محمود حسن سے کرایا تو دُوسری طرف بہت سے مذہبی طبقات ایسے کھیل میں لگ گئے جس کا فائدہ صِرف انگریز کو ہو اور مُسلم ملّت کا کاز نقصان اُٹھائے۔ ہماری ایمان دارانہ رائے ہے کہ بریلی، تھانہ بھون اور دھلی و بٹالہ کی ساری کاوشیں اسی لئے تھیں کہ انگریز کا بھلا ہو۔ ہم حد درجہ احتیاط سے کام لیں تو کہہ سکتے ہیں کہ بہت سے سادہ دِل حضرات سادگی میں ایسے کام کرتے رہے ہ لیکن سادگی کی بھی تو حد ہوتی ہے۔ ورنہ جمعیتہ عُلماء ہند کے اجلاس کلکتہ کا صدر اور سیرت النبی کا مُصنّف خانقاہ تھانہ بھون سے وابستگی کے بعد انگریزی اقتدار کے زیرِ سایہ ایک "شیخ الاسلام" کا مُطالبہ کرے اور حدیث کی معروف کتاب مُسلم کا شارح ۱۹۰۶ء کے سَروں اور خان بہادروں کے کلب کی حمایت میں نکل کھڑا ہو اور خانقاہ تھانہ بھون کے دارالافتاء سے ہر قومی تحریک کی راہ روکی جائے، عجیب سی بات ہے، ایسے ہی جیسے بریلی سے عشقِ رسُول کے نام پر پورے برِّ عظیم کے ہر فرد، جماعت، اِدارے اور مدرسے کو زندوں اور مُردوں کو کُفر کی تیشہ زنی سے مجروح کیا جائے اور اِس بے دردی سے کفر کی مشین چلائی جائے کہ الامان، مولانا احمد رضا خان کے عقیدت مند، مولانا کے اِس فعل کی مُشکل سے ہی توجیہہ کر سکیں گے۔ جماعتی عصبیت میں کھینچا تانی الگ

بات ہے ورنہ محاسبۂ آخرت کا احساس کر کے ذرا سوچیں تو سر سید سے جناح تک، حالی سے اقبال تک، شاہ اسمٰعیل سے اشرف علی تھانوی تک، عبدالباری فرنگی محلی سے کارکنانِ خلافت تک، احرار و جمعیتہ اور دیوبند، ندوہ اور خیرآباد و فرنگی محل سے علی گڑھ تک کوئی بھی مسلمان نہیں ؟

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مُرغِ قبلہ نما آشیانے میں

"عشقِ رسول" کے مقدس عنوان سے اتنا سنگین جرم ؟

ع ناطقہ سر بگریباں ہے اِسے کیا کہیئے ؟

اور بھوپال، دھلی اور امرتسر کی سلفی درسگاھوں کے اکابر ۱۳۲۷ھ میں لاھور میں جمع ہوں، لاھور، راولپنڈی، وزیرآباد، سیالکوٹ، بٹالہ، ملتان اور امرتسر وغیرہ مقامات کے "مشہور علماءِ اھلِ حدیث" کے مجمع میں "انجمن اھلِ حدیث" کے اغراض و مقاصد کا اس طرح اعلان ہو کر اسکی چھٹی شق میں کہا جائے کہ :

تمام مسلمانوں کو انگریزی گورنمنٹ کی فرماں بردار رعایا بن کر رہنے کی نصیحت و تاکید کرنا

(یہ تفصیل احقر کے پاس محفوظ ہے)

آخر کون سی قرآنی آیت یا حدیثِ رسول کے حوالہ سے رَوا ہے اور اس کو کس عنوان سے یاد کیا جائے، مذہبی طبقات کے حوالہ سے معاملہ بڑا المناک ہو جاتا ہے اور خاص کر اِس حوالہ سے کہ سلفیت کے مدعی باہم دِگر اکٹھے ہو کر ساری قوم کو انگریز کی فرماں برداری کا سبق پڑھائیں، الامان، اور توبہ توبہ —— کیا حضراتِ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ کے فقہی سرمایہ سے اِستفادہ جُرم ہے اور انگریز کی فرماں برداری عینِ حق و صواب ؟ اِن حضرات ائمہ میں سے کس نے یا اُن کے ذِمّہ دار نام لیواؤں میں سے کس نے یہ کہا کہ قرآن کو چھوڑ کر اور سُنتِ نبوی کو نظر انداز کر کے کسی اور کے پیچھے چلا جائے —— حاشاللہ ایک مسلمان اس کا تصور بھی کر سکتا ہے ؟ ہاں اگر ایک مریض علاج کے لئے طبیب حاذق اور ماہر ڈاکٹر سے اِستفادہ کر سکتا ہے اور مکان کی تعمیر کے لئے انجینئر سے، عدالتی مسائل میں ذمہ دار وکیل سے اور ایسے ہی ہر شُعبہ کے ذمہ داروں سے اِستفادہ جُرم نہیں تو قرآن و سُنّت کے احکامی مسائل کے وہ شارحین جنہوں نے اپنی زندگیاں اس راہ میں کھپا دیں، اُن پر اعتماد کرنا کیوں جُرم ہے ؟ جبکہ پُوری جدّ و جہد کے بعد بھی اُنہوں نے ابوالکلام کے بقول کہا تو یہ

"خبرِ رسول سامنے آ جائے تو میرا قول ترک کر دو" ——— اور

"میری کاوشوں سے سامنے آنے والی فقہ کے کسی مسئلہ سے متعلق کوئی صحیح حدیث سامنے آ جائے، جو میری کاوش سے مختلف ہو تو حدیث کو اختیار کر کے میری رائے چھوڑ دو، بلکہ اسے دیوار پر دے مارو"

تو ایسے بندگانِ بے نفس اور صاحبانِ نظر سے استفادہ آخر کیا جرم ہے؟ جس کے لئے اس طرح لٹھ گھمائی جاتی ہے کہ ایک کو دن کھڑے ہو کر ابو حنیفہ و مالک جیسے اساطینِ اُمت پر اس طرح برستا ہے کہ الامان۔ انسانیت کے محسن، حضرات محدثین میں سے کون ہے جو فقہی حوالہ سے ان اساطینِ علم سے وابستہ نہیں اور حضرت الامام ابنِ تیمیہ جن کی جرأت دینی و تحقیقاتِ علمی کا بڑا احترام ہے، کیا وہ حضرت الامام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مقلد نہیں ——— ؟ اور کیا الشیخ محمد بن الوہاب مرحوم اور اُن کے افکار پر قائم آلِ سعود کی حکومت اور اس کے اعوان و انصار حنبلی نہیں؟ اگر یہ سب ہے تو پھر یا خدا یہ ہنگامہ کیا ہے؟ اور کیا بعض حضرات، حضرات ائمہ سے اس درجہ عناد رکھتے ہیں اور بالخصوص تین چوتھائی مسلمانوں کے مقتدا حضرت الامام ابو حنیفہ سے، کہ اُن کے ذکر پر مُنہ سے جھاگ بہنا شروع ہو جاتی ہے علماءِ اہلِ حدیث کے سرخیل اور دُنیائے حریت کی آبرو مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ عزیز سید ابوبکر شہید نے اپنے عظیم والد کے تذکرہ میں" اہلِ حدیثوں کو ابو حنیفہ کی بددُعا کھا گئی۔" والی بات لکھی اسے ضرور دیکھ لینا چاہیئے اور انکارِ حدیث کے نتائج پر اپنے ہی ایک بزرگ اہلِ قلم کی نگارشات سامنے رکھ کر بات کرنی چاہیئے۔

ابوالکلام کا معاملہ یہ ہے کہ اس کے متعلق ہمارے حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ نسبتی مولانا عبدالمجید سوہدروی مرحوم کا یہ دعویٰ کہ "مولانا آزاد عقیدۃً و مسلکاً اہلِ حدیث تھے" محض ایک دعویٰ ہے جس کے لئے ہمارے محترم بزرگ کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ مولانا سوہدروی نے اخبار "مسلمان" کی خصوصی اشاعت کا "بیادِ ابوالکلام" اہتمام کیا تو ماتم کے سے انداز میں لکھا کہ "مولانا کی جس قدر سوانح عمریاں آئیں یا اخبارات و رسائل نے نمبر شائع کئے اس میں مولانا کی حیاتِ مُبارکہ کے اس پہلو سے خاموشی برتی گئی" مولانا سوہدروی نے متحدہ ہندوستان کی عظیم جماعت "جمعیۃ علماءِ ہند" (جو ہند میں اب بھی ہے لیکن اُسی طرح جس طرح پاکستان میں جمعیۃ علماءِ اسلام، جمعیۃ علماءِ پاکستان اور جمعیۃ اہلِ حدیث ہیں) کے آرگن "الجمعیۃ" کا خاص طور پر ذکر کیا کہ اُس نے انصاف نہیں کیا اور ابوالکلام کی سلفیت بالفاظ دیگر ان کے غیر مقلد ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور

اِس حوالہ سے ہمارے بزرگ مولانا سوہدروی جو دلیل ایک دے سکے، اُنہیں احساس نہ ہوا کہ ابوالکلام اِس اُمتِ خُفتہ بخت کو بھولا سبق یاد دلانے والے ایک داعی اور صاحب الامر تھے جنہیں قُدرت نے لازوال نعمتوں سے نوازا، منہجِ نبوی و صحابہ کے سے انداز میں قرآن فہمی کا ذوق بخشا، صورِ اسرافیل کی سی گھن گرج عطا کی، دعوتِ دین کا ایک مخصوص اسلوب عطا کیا وہ قرونِ اولیٰ کے قافلے کا بچھڑا ہوا فرد تھا جو اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کے دورِ زوال میں اُن کی اِصلاح کے لئے پَیدا کیا، اِس کو مخصوص اغراض سے بننے والی عصرِ رواں کی گروہ بندی سے بچانا ہمارا فرض ہے نہ کہ اِس دلدل میں پھنسانا۔ سنہ ۱۳۲۷ھ (آج سے لگ بھگ ۸۴ سال قبل) میں قائم ہونیوالی جس انجمن اہلِ حدیث کے اغراض و مقاصد کا ایک نمبر (چھٹی شق) ہم نے مصدقہ ذریعہ سے نقل کیا، کیا اسی جماعت اہلِ حدیث کے ابوالکلام ممبر تھے ——— ؟ اناللہ و انا الیہ راجعون، جس مرحوم انسان نے عمرِ عزیز انگریز سامراج کے خلاف جنگ میں گزاری، جس نے مشرقِ وسطیٰ کے دورہ میں مرحوم جمال عبدالناصر کو یہ سبق پڑھایا کہ "سمندر کی تہہ میں مچھلیاں باہم دِگر لڑ رہی ہوں تو اِس میں بھی سازشِ افرنگ ہوگی"، اِس کا مسلکی رِشتہ ایسی جماعت سے جو انگریز کی وفاداری کا سبق پڑھائے ؟ ابوالکلام پر ظلم نہیں تو اور کیا ہے ؟ میں تو مولانا سوہدروی مرحوم سمیت اکابر علماءِ اہلِ حدیث کا بے حد قدردان ہوں، اِختلافِ فکر و نظر کے باوصف قدردان ہوں، قریبی دَور میں مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا محمد حنیف ندوی رحمہما اللہ تعالیٰ سے مجھے نیاز حاصل تھا اور اِن حضرات کی محبت مجھے حاصل تھی، موجودہ حضرات میں مولانا محمد اسحٰق بھٹی جیسے صاحبانِ نظر سے میرا مخلصانہ تعلق ہے، جبکہ غزنوی خاندان کی علمی بصیرت، رُوحانی سربلندی اور مجاہدانہ کردار کا میں بطورِ خاص مدّاح ہوں لیکن سوچتا ہوں کہ ان بحثوں کا فائدہ ——— ؟ برادرانِ اہلِ حدیث کے مخصوص فقہی مسائل کے حوالہ سے، ابوالکلام کے قلم سے ایک لفظ ثابت کرنا مشکل ہے، یہ ان کا میدان ہی نہ تھا اور ان کو دیکھنے والے اب بھی بہت سے موجود ہیں میں نے کئی ایک محترم حضرات سے مولانا کی نماز کی کیفیت کا پوچھا تو مجھے سَوادِ اعظم کی طرح ادائیگیٔ صلاۃ کا جواب ملا۔

ہمارے مولانا سوہدروی مرحوم اور ایسے ہی بعض دُوسرے حضرات بعض اہلِ حدیث کانفرنسوں میں مولانا کے خطبہ ہائے صدارت کے حوالہ سے اگر بات کریں یا مولانا کے اپنے والدِ بزرگوار کی پیری مریدی کے شغل سے دست برداری کو اُن کے اہلِ حدیث ہونے کی دلیل بتائیں تو یہ اِن حضرات کی بزرگانہ سینہ زوری ہے جس کا میرے پاس کم از کم جواب نہیں اور مولانا سوہدروی کے حوالہ سے جو کتابچہ حال ہی میں اِس مسئلہ کی وضاحت کے لئے

چھپا اس کو بدقت پڑھ کر کوئی صاحب علم، ابوالکلام کی غیرمقلدیت ثابت کر دیں تو میں ممنون کرم ہوں گا مولانا اہل توحید کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں تو اُس سے مراد روایتی اہل حدیث تو نہیں ہر وہ شخص ہے جس نے خدا کی وحدانیت کے لئے اپنے آپ کو سُولی پر چڑھایا اور اس راہ کی ہر صعوبت برداشت کی، اقبال کے بقول ہند میں سرمایہ ملت کے نگہبان "شیخ مجدد" اور ماوراء النھر کے لوگوں کے لئے ابوحنیفہ کی تقلید کو لازمی قرار دینے والے حکیم الامت ولی اللہ دھلوی اور مولانا احمد رضا خان کے کشتۂ ستم مولانا رشید احمد گنگوہی کیا اہل توحید میں شامل نہیں —— ؟ اور میانوالی کے صحرا میں علم کے موتی لٹانے والے مولانا حسین علی اور سرزمین لاہور کو نورِ علم سے منوّر کرنیوالے مولانا احمد علی (مولانا سوہدروی کے خسر بزرگوار) کیا اہل توحید نہیں —— ؟ اور بعض اہل حدیث کانفرنسوں میں مولانا نے خطبہ ہائے صدارت ارشاد فرمائے تو کیا یہ اہل حدیث ہونے کی دلیل ہے ؟ وہ جمعیۃ علماءِ ہند، کانگریس، خلافت اور نہ معلوم کن کن اسٹیجز پر خطبہ ہائے صدارت ارشاد فرماتے رہے، مسلم لیگ کے دول فطرت لوگوں کے بقول کانگریس ہندو جماعت تھی تو مسلم لیگ کے قائداعظم محمد علی جناح کے بقول ابوالکلام اس کا شو بوائے —— ؟ (یہ فیصلہ ہم نہیں کرتے کہ کہنے والا کس کا شو بوائے تھا ——؟) تو مسلم لیگی ٹھرڈلوں کے بقول وہ ہندو ہو گئے ؟ (عیاذاً باللہ) ساری عمر جمعیۃ علماءِ ہند کے کلیدی عہدیدار (صدر و سیکرٹری) حنفی رہے، ابوالکلام نے جمعیۃ کے سٹیجز پر اس کی بعض سالانہ کانفرنسوں میں مثالی خطبات ارشاد فرمائے تو اس نسبت سے وہ حنفی ہو گئے ؟ اور گھریلو ماحول، پیری مریدی اور مخصوص خانقاہی نظام کے حوالہ سے تذکرہ، غبارِ خاطر اور الہلال والبلاغ میں جو سامنے آتا ہے وہ اگر عدم تقلید ہے تو یہ نتیجہ اخذ کرنے والوں کی عقل کی داد ہی دینا پڑتی ہے، ہم گنہگار عقل پر ماتم کی بات کر کے مجرم نہیں بننا چاہتے —— سیدھی سی بات ہے مولانا کے والدِ عظیم شیخ طریقت تھے، قادری سلسلہ کے حوالہ سے ان کے نیازمندوں کا وسیع حلقہ تھا، ہیرے کی طرح ڈبیا میں بند کر کے اس چاند سے فرزند کو علمی منزلیں طے کرائی گئیں اور بہت سوں نے توقع ہی نہیں رکھی بلکہ والد مرحوم کے بعد اسی مسند پر بٹھانے کی کوشش کی جس میں دولت و سرمایہ کے ڈھیر تھے، ہٹو، بچو کی صدائیں، مفت کے خادم تھے اور جھانسہ بردار —— ! لیکن انسانیت کے لئے آزادی و مساوات اور حرّیت فکر کا داعی اس ماحول کے لئے فِٹ نہ تھا، اس نے اُن زنجیروں کو توڑا، اس ماحول کو خیرباد کہا، نئی دنیا بسائی، والدِ بزرگوار کی مسند کی بجائے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی کو آباد کیا اور

؎ "من از برلو زندہ کنم دارورسن را"

کی بھولی بسری روایت کو زندہ کیا ——— جیل کی تلخیوں کے دوران چہیتی ہلیہ کی جواں مرگی کا صدمہ برداشت کیا اور پھر کیف ومستی میں ڈوب کر مختلف عنوانات سے ان موضوعات پر قلم اُٹھایا تو ہمارے بزرگ اور دوست اس سے من پسند نتیجہ نکال کر زیادتی تو نہ کریں ۔ ایسا کسی شریعت میں جائز نہیں ——— یہاں "وہابیت" کی اصطلاح سامنے آئی ، ہر کسی نے اپنے حوالہ سے اس کا مفہوم بیان کیا ، لیکن جس گوری چمڑی والے صاحب بہادر نے مخصوص تناظر میں اس اصطلاح کا چرچا کیا ، بات تو اسکی معتبر ہوئی ، سو اس نے "وھابی اور غدّار" کو مترادف الفاظ قرار دیا تو اب جو شخص انگریز کا غدّار ہوگا وہ وھابی ہوگا ، وہ مدرسۂ دیوبند کے اکابر و اعیان ہوں یا فرنگی محل کے اساطینِ علم ، خیر آبادی حلقہ کے سرخیل مولانا معین الدین اجمیری ہوں یا مدرسۂ غزنویہ امرتسر کے اکابر ، اس میں کوئی تمیز نہ ہوگی کہ فلاں امام ابوحنیفہ کا معترف ہے فلاں نہیں ، فلاں عالم ہے فلاں نہیں ، فلاں کے چہرے پر ڈاڑھی ہے فلاں کے نہیں ، غداریٔ سامراج کے "جرم" کا شکار ہر شخص "خواجہ تاشس" ہوگا اور ہر ایک کو یہ کہنے کا حق ہوگا کہ ؎

مقامِ فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

ابوالکلام مذہبی گروہ بندی کی مخالفت کرتے ہوئے " وحدتِ دینی " کا مُبلّغ و منّاد ہے تو بہت سیدھا مسئلہ ہے ، جس پر اکابرینِ مسلم لیگ نے اُسے گاندھی کی خوشنودی کے لئے قرآن کا محرّف قرار دیا لیکن سچ ، سچ ہے ۔ اس کا کیسے انکار کیا جائے ۔ لیکن کیا ستم ہے کہ اُن کے اس ذوقِ نظر کو اُن کی "غیر مقلّدیت" کی دلیل قرار دیا جائے ——— ؟ مولانا سوہدروی نے بین السطور مولانا کے "ذوقِ بحث و مناظرہ" کو دلائل کے انبار میں ذکر کیا ، میں مرحوم کی کوشش ذوقی کی داد دیتے ہوئے اُنکی روح سے یہ سوال ضرور کرونگا کہ کیا عیسائی مشنریز سے مناظرہ بھی "حضرات اہلِ حدیث" کا ہی طرّۂ امتیاز رہا ہے ؟ اس فن کے امام الائمہ شاہ عبدالعزیز دہلوی اور عیسائیت کو علمی دُنیا میں شکست دینے والے مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکّی کے متعلق بھی ارشاد فرمادیں تاکہ ہمارے علم میں اضافہ ہو سکے ! ہمارے "اہلِ حدیث" اکابر و احباب فتویٰ و تقویٰ کی "لطیف بحث" کو اہلِ فقہ کی "حیلہ جوئیوں" کا خود ساختہ عنوان قرار دے کر قرآن و سنّت کے احکامی حصّہ کے خدّام پر برسنا ہی اپنی عظمت سمجھتے ہیں تو ساتھ ہی ذرا مولانا کے وہ ارشادات بھی دیکھ لیں جہاں وہ حضرت الامام ابوحنیفہ اور امام مالک

قدس سرہما کا دفاع کرتے نظر آتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ "جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی نے کہا کہ حدیث کو چھوڑ کر قولِ امام کی پیروی کی جائے" تو اسے یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ "کسی" کا احمقانہ خیال ہو سکتا ہے ورنہ ائمہ جیسے حضرات (ابوالکلامؒ انہیں "وجودِ گرامی" کے عنوان سے یاد کرتے ہیں) ایسی بات نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ کہتے ہیں تو یہ کہ "حدیث کے مقابلہ میں ہمارا قول دیوار پر مارنے کے قابل ہے" ——— بہر حال ایک عزیز کی خوشیٔ طبع کے لئے یہ سوچ کر میں نے قلم اُٹھا لیا کہ اللہ تعالیٰ کے ایک مخلص بندے کے متعلق بدگمانیوں کا بادل چھٹ جائے اور اس کی ذات کا اصل رُوپ سامنے آجائے، میں اس میں کامیاب ہوا یا نہیں ———؟ فیصلہ قارئین کریں گے، مجھے نہ دعوائے علم ہے نہ کچھ اور ——— بلکہ یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ ؎

نہ گُلم نہ برگِ سبزم نہ درختِ سایہ دارم
در حیرتم کہ دہقان بچہ کار کشت مارا

صحیح الفاظ میں ابوالکلام وہ ہے جو نصر اللہ خان عزیز نے کہا کہ:

تجھ پہ کھولے حق نے رازِ معنیٔ اُمّ الکتاب ‖ فیض ہے روح القدس کا جس سے تو ہے فیض یاب
تو علم بردار ہے اسلام کی توحید کا ‖ تُو امین ہے اس صدی میں رُتبۂ تجدید کا

(رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ)

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

● عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِ مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں ● جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اُٹھے
● کفر وارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

● مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلوی) ۱۸/- روپے ● قادیان سے اسرائیل تک جناب ابو مدثرہ ۴۰/- روپے
● قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۲۵/- روپے ● تائیدِ آسمانی در ردِ نشانِ آسمانی مولانا محمد جعفر تھانیسری ۵/- روپے
● اسلام اور مرزائیت (تقابلی مطالعہ) مولانا محمد عبداللہ ۱۲/- روپے ● ردِ قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰/- روپے

خصوصی رعایت

● کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت ● مکمل سیٹ منگوانے پر ۳۲٪ رعایت اور ● ۱۰۰۰/- روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

نوٹ: رقم پیشگی ارسال کریں۔ کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون ۲۸۱۲۳

خادم حسین

زبان میری ہے بات اُن کی

○ —— سینیٹ کے خلاف مہم چلانے والوں کے سربراہ "یحییٰ بختیار" سینیٹر منتخب ہو گئے۔ (ایک خبر)

"بے بنیاد" لوگوں کی یہی تو پہچان ہے ۔

○ —— باپ کی ڈانٹ ڈپٹ پر بیٹے نے باپ کو موت کے گھاٹ اُتار دیا ۔ (ایک خبر)

ے ہم ایسی سب کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں ؎ کہ جن کو پڑھ کے بیٹے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں

○ —— کویتی شہری خون دے کر مفت پٹرول حاصل کریں ۔ (کویتی حکومت)

"رگوں میں خون کی بجائے پٹرول ڈلوائیے !"

○ —— صدر صدام کو ماسکو میں خوش آمدید نہیں کہا جائے گا ۔ (روسی ترجمان)

"جن پہ تکیہ تھا وہی پتّے ہوا دینے لگے "

○ —— وکلاء کسی بھی حالت میں سچائی کا دامن نہ چھوڑیں ۔ (کمشنر ملتان)

کہ ایک یہی طبقہ تو سچ بولنے والا باقی رہ گیا ہے !

○ —— پیر نے مرید کی بہن کو پانی کے بہانے بُلایا اور زبردستی بے آبرو کر دیا ۔ (ایک خبر)

لُٹ گیا مُرشد کے ہاتھوں ایک سادہ دل مرید
جیب کتروں میں ہے رائج نعرہ ھَل مِن مزید

عشرۂ ماہِ محرم میں نشاط صبح عید ؟
چرس کے بھبکے پہ ہوتی ہے ملنگوں کی بسر

—— آج کی تازہ خبر

○ —— ایران سے آنیوالی ہواؤں سے بلوچستان میں زبردست بارش ، ہوائیں پنجاب کی طرف بڑھ رہی ہیں ۔ (ایک خبر)

ایرانی نظریاتی ہواؤں کا رُخ بھی پاکستان کی طرف ہے ۔ عراق کے حالات سے سبق حاصل نہ کرنا بے وقوفی ہے ۔

○ —— بیٹی کی رُخصتی کے وقت باپ دِل کا دَورہ پڑنے سے چل بسا ۔ (ایک خبر)

دِھیاں نمانیاں —— رکھاں جمیاں تے رکھاں لے جانیاں !

○—— جھی یس میں ملزم حق نواز کو دو مرتبہ سزائے موت، سات افراد کو عمر قید کا حکم۔ (ایک خبر)

احسان الہٰی ظہیر، جنرل ضیاء الحق، حق نواز جھنگوی، ایثار القاسمی، احسان اللہ فاروقی، سید منظور الحسن ہمدانی اور حکیم فیض عالم کے قاتل دندناتے پھر رہے ہیں۔

○—— صدام کے نام پر ہلڑ بازی کرنے والے آج گھروں میں کیوں بیٹھ گئے ہیں؟ (نواز شریف)

عراق سے ملنے والا "گوگو پان مصالحہ" ختم ہو گیا ہے۔

○—— ایران، عراق میں بغاوت کرا رہا ہے۔ (عراقی حکومت)

پاکستان میں صدام کے حامیوں کو اب ایرانی سامراج نظر نہیں آتا؟

○—— پارٹی کارکن انتخابات کی تیاری کریں، موجودہ حکومت کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں (بے نظیر)

—— بلی نوں چھیچھڑیاں دے خواب!

○—— اسلام سے روگردانی کے نتیجے میں مسلمان ذلت ورسوائی کی علامت بن گئے ہیں (راجہ ظہیر)

ﮯ جنہیں فضول سمجھ کے بجھا دیا تم نے | وہی چراغ جلیں گے تو روشنی ہو گی۔!

○—— ایئر پورٹ پر سیکورٹی فورس نے "الٹن فیقر" سے شراب برآمد کر لی، پولیس کی حراست سے ضمانت پر رہائی۔ (ایک خبر)

ساز کی آواز پر "اللہ" کی ضرب لگانے والے کے کرتوت! لعنت بر پدر فرنگ

○—— ہم ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کے پابند ہیں۔ (صدر اسحاق)

صدر صاحب! خود تم اپنے پونے چھ فٹ قد اور ڈھائی من لاش پر اسلام نافذ نہیں کر سکتے، چودہ کروڑ عوام پر کیسے نافذ کرو گے ——؟

○—— دریائے سوات نے "ہنی مون" کے لئے آنے والے لاہور کے تاجر کو نگل لیا، تصویریں بناتے ہوئے پتھر سے پاؤں پھسل گیا۔ دلہن دیوانی ہو کر دریا کی طرف بھاگی۔ (ایک خبر)

ﮯ خوشی کے ساتھ دنیا میں ہزاروں غم بھی ہوتے ہیں
جہاں بجتی ہے شہنائی وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں

○—— نشتر ہسپتال میں ڈاکٹروں کا فری سیکس سکینڈل۔ تین ڈاکٹر تین لیڈی ڈاکٹروں کے

ساتھ لیبر رُوم میں قابلِ اعتراض حالت میں پکڑے گئے۔ پانچ ڈاکٹروں کو فارغ کر دیا گیا۔ اسسٹنٹ پروفیسر محفوظ رہا۔ (ایک خبر) ———

ہسپتال اور چکلے میں کیا فرق رہ گیا ہے ؟

○——— امریکہ میں "بُش" بے نظیر کے انکل اور پاکستان میں "صدام" ڈیڈی بن جاتے ہیں۔ (جام صادق)

جمہوریت میں انکل اور ڈیڈی بنانے کے لئے انسان ہونا ضروری ہے نہ مسلمان ہونا۔

○——— سلمان رشدی کے لئے موت کا فتویٰ بدستور قائم ہے۔ (ایران کے مذہبی رہنماؤں کا بیان)

اِس لئے کہ اُس نے قرآن پاک اور انبیاء کی توہین کی ہے اور جو یہ کہے کہ "حضرت آدم ؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک کوئی اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوا......" اور (معاذاللہ) "یہ قرآن مجید تحریف کردہ ہے" اس کے بارے میں کیا خیال ہے ———؟

○——— بچپن میں ماں سے، سکول میں ٹیچر سے ڈرتا رہا۔ اب بیوی سے ڈرتا ہوں۔
——— (گورنر میاں اظہر)

ربّ توں ڈر ——— نوکر دوہٹی دیا.....،

○——— بے نظیر بھٹو کی خواہش تھی کہ میں سینٹ کا انتخاب لڑوں لیکن میں نے اِنکار کر دیا۔ (اصغر خان)

مُنہ نہ پہنچے ——— تھُو کوڑی !

○——— گُربچوف کا رول انتہائی گندا رہا۔ بُش کو عراق کی مُخبری کرتے رہے۔ (ایک خبر)

ان کی رام کہانی تو بہ ——— !	اِن دونوں کی بانی توبہ
ایک ہے مُرغی ایک ہے چوزہ !	ایک اچنبھا ایک عجوبہ

○——— عورت کو صدرِ مملکت، وزیراعظم اور مسلح افواج کے سربراہ جیسے حساس عہدوں پر فائز نہ کرنے سے متعلق جے یو آئی کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا ——— "مولانا! اِس طرح تو عورت کا کام صرف بچے پیدا کرنا رہ جائے گا۔" (چوہدری شجاعت حسین)

کیا آج کی حیا باختہ اور مادر پدر آزاد عورت (جو عورت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہے) حضرت خدیجہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت فاطمہؓ اور حضرت زینبؓ سے زیادہ ذہین و فطین ہے۔؟

ڈاکٹر محمد رشاد رفیق سالم

ترجمہ و تلخیص: مولانا عبدالحق چوہان مدظلہ

کیا اہلِ سُنّت اور روافض کے درمیان اتحاد ممکن ہے؟

تعارف

اسلام کے خلاف مصروفِ عمل تحریکیں اتحادِ مقصد کے باوجود طریق کار کے اعتبار سے مختلف ہیں ان تحریکات میں سے ابن سبا یہودی کی تحریک نتائج کے اعتبار سے اپنی سازشی گیرائی اور گہرائی میں انفرادی حیثیت کی حامل ہے کیونکہ اس کی بنیاد ہی نفاق پر ہے۔ "تقیہ" اور "کتمان" اس مذہب کے بنیادی ارکان ہیں۔ اس تحریک کی بنیاد خلافت عثمانی کے دور میں قائم کی گئی اس وقت چونکہ امت کی وحدت اور اس کی مرکزیت کا نشان سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ اس لئے اس تحریک کے کارپردازوں نے امت مسلمہ کی مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی ذات اور ان کے عمال کی سیاست کو ہدف تنقید بنایا۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہوں نے اپنے ذاتی تحفظ اور تحریک کی آبیاری کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے میں سبقت کی۔ ان کا یہ عمل ایک گہری سازش کی بنا پر تھا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات اس تحریک کے گرد و غبار سے بھی پاک تھی، اور پھر ان کی زیر زمین سازش سے ملتِ اسلامیہ خانہ جنگی کی مصیبت میں الجھ گئی۔ حادثۂ جمل اور واقعۂ صفین اسی سازش کے نتائج ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا حادثۂ فاجعہ بھی انہی سبائیوں کی مسخ شدہ صورت خوارج کے ہاتھوں سے پیش آیا۔ جب مصلحِ امت سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے امت کو اس انتشار سے محفوظ کرنے کے لئے اپنے تدبر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں خلافت سے دست برداری کا اعلان کیا تو انہی اوباش لوگوں نے آپ کے شکم مبارک میں خنجر مارا اور آپ کا اثاث البیت بھی لوٹ لیا۔ پھر میدان کربلا میں جگر گوشۂ بتول رضی اللہ عنہا کی شہادت بھی ابن سبا کی ذریت کی سازش کا نتیجہ ہے اگر تعمق نظر سے تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کیا جائے تو بدیہی طور پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ملتِ اسلامیہ پر جو بھی دل گداز حوادث وقوع پذیر ہوئے ہیں عمومی طور پر ان کے پس پردہ اسی ابن سبا کی تحریک کا ہاتھ محسوس ہوتا ہے۔

فلینظر کل عاقل فیما یحدث فی زمانہ وما یقرب من

ہر ہر دانشمند انسان جب اپنے زمانہ یا اپنے قریب زمانہ کے اسلام میں پیدا کردہ

زمانه من الفتن والشرور والفساد فی الاسلام فانه یجد معظم ذالک من قبل الرافضة و نجد هم من اعظم الناس فتنا وشرًا وانهم لا یقعدون عما یمکنهم من الفتن والشر وایقاع الف وبین الامة (منهاج السنه ص۲۴۳ ج ۳)

فتنے اور شر و فساد کے (علل و اسباب) کا مطالعہ کرے گا تو اس کو یہ حقیقت بداہتہً معلوم ہو جائے گی کہ یہ تمام فتنے روافض کی طرف سے پیدا کردہ ہیں۔ اور تم ان روافض کو سب سے زیادہ فتنہ پرداز پاؤ گے اور یہ روافض امت کے اندر فتنہ و فساد پیدا کرنے سے نہ تو کبھی بیٹھے ہیں اور نہ ہی انہوں نے کبھی سستی کی ہے۔

سقوطِ بغداد ملت اسلامیہ کے لئے نہایت ہی دردانگیز المیہ ہے کیونکہ اس حادثہ فاجعہ میں مسلمانوں کی سیاسی مرکزیت کو ختم کیا گیا اور ساتھ ہی مسلمانوں کے علمی سرمایہ کو دریائے دجلہ کے حوالہ کر دیا گیا مسلمانوں کی یہ تباہی بھی اسی تحریک کا نتیجہ تھی کیونکہ نصیر الدین طوسی جو کہ رافضی تھا اس نے ہی اس تباہی میں مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ اسی طوسی کے تلامذہ میں سے جمال الدین ابو منصور الحسن بن یوسف بن علی بن المطہر المتوفی ۷۲۶ھ ایک خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ روافض کے ہاں یہ "علامہ" کے لقب سے مشہور ہے اس نے اپنے مذہب کی تائید و اثبات کے لئے ایک کتاب تالیف کی جو کہ " منھاج الکرامہ" کے نام سے مشہور ہے اس کتاب کے جواب میں سیف السنۃ المسلول علامہ ابن تیمیہ الحرانی رحمہ اللہ المتوفی ۷۲۸ھ نے "منہاج السنۃ فی نقض کلام الشیعۃ والقدریۃ" کے نام سے ایک گرانمایہ کتاب تصنیف کی اس کتاب پر ڈاکٹر محمد رشاد رفیق سالم" کا مقدمہ ہے جو کہ انہوں نے ۱۰ محرم ۱۳۸۲ھ ۱۹۶۲ء کو مصر جدید میں اس کتاب کی اشاعت کے وقت تحریر کیا۔

اسی مقدمہ کے ضمن میں انہوں نے روافض کے بنیادی عقائد تحریر کر کے یہ بات واضح طور پر بیان کی ہے کہ اہل سنت اور روافض کے اختلاف کی نوعیت اصولی اور بنیادی ہے اس لئے ان کے درمیان اتحاد ناممکن ہے ہم نے ڈاکٹر صاحب کے اس گراں قدر بحث کو افادۂ عام کے لئے اردو میں ترجمہ کیا ہے تاکہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہو جائے کہ اس اختلاف کی نوعیت بنیادی اور اصولی ہے فروعی نہیں۔ اگرچہ مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ کی تصنیف" ایرانی انقلاب" کی اشاعت کے بعد یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ لیکن پھر بھی ادائے فرض کی نیت سے ہم نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ کیونکہ ہمارے ملک میں جب بھی سیاسی فضا میں تموج کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو بعض علماء

کرام جن کے اذہان لادین سیاست کی وجہ سے زنگ آلود ہو کر مفلوج ہو چکے ہیں اہل سنت اور روافض کے اتحاد کا نعرہ لگاتے ہیں اور انہی علماء کے سٹیج سے یہ ڈرامہ بھی نشر ہو چکا ہے کہ اہل سنت کے ایک جیّد عالم نے ایک بدنام رافضی لیڈر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر ہاتھ بلند کیا اور ساتھ ہی یہ نعرہ لگایا کہ شیعہ سنی بھائی بھائی اور یہ ارشاد بھی فرمایا کہ اہل سنت اور اہل تشیع ملت اسلامیہ کے سر کی دو آنکھیں ہیں!

والله ولی التوفیق وهو حسبی ونعم الوکیل

★★★

ڈاکٹر محمد رشاد رفیق سالم کے مقدمے کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:۔

بے شک مسلمانوں کا اتحاد اور ان کی اجتماعی قوت یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ جس کے حصول کے لئے ہر باغیرت و حمیت مخلص مسلمان قلب کی گہرائیوں سے کوشش کرتا ہے لیکن یہ بات ضروری ہے کہ اس اتحاد کی مدار و بنیاد کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حق پر ہو باطل پر نہ ہو جیسا کہ خداوند قدوس نے فرمایا ہے:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۵	اور اللہ کی رسی سب مل کر مضبوط تھامے رہو اور باہم نا اتفاقی نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد کتاب اللہ ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا:۔

انی قد ترکت فیکم ما ان اعتصمتم به فلن تضلوا ابداً کتاب الله وسنة نبيه	تمہارے لئے ایک ایسی دلیل چھوڑ کر جا رہا ہوں جب تک تم اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور نبی کی سنت

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد کی موجودگی کے باوجود بھی مسلمانوں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بچنے اور ان کی مخالفت کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار! تم سے پہلے اہل کتاب بہتر فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور یہ امت عنقریب تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔

بہتر فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں اور وہ جماعت ہے۔ اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس وصیت میں فرمایا جس کو عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو اور (اپنے حاکموں کی) اطاعت اختیار کرو اگرچہ تم پر کوئی غلام ہی حاکم بنا دیا جائے کیونکہ وہ لوگ (جو میرے بعد) زندہ رہیں گے وہ (امت میں) بہت سے اختلافات دیکھیں گے پس اپنے اوپر میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت (کی اتباع) لازم کرو! اس کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑو! اپنے آپ کو دین میں نئی پیدا کردہ بدعتوں سے بچاؤ کیونکہ بلاریب ہر بدعت گمراہی ہے جس وقت ہم اہل سنت والجماعت اور روافض کے اختلافات کا تجزیہ کرتے ہیں تو بدیہی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے ہیں اور اہل بیت کے ساتھ ہمیں محبت ہے اور یہ بات بھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ صحابہ میں صاحب فضیلت اور خلفاء راشدین میں سے چوتھے خلیفہ ہیں اور ہم تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے محبت کرتے ہیں اور تمام صحابہ کے لئے خداوند قدوس کی رضاء کی دعاء کرتے ہیں اور ان میں سے جن حضرات سے کسی لغزش کا ارتکاب ہو گیا ہے تو اس کے بھی عذر کے طالب ہیں، اور روافض سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور باقی ائمہ کو انبیاء کرام سے بھی رفیع المرتبت سمجھتے ہیں اور ان کی عصمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے حد سے زیادہ غلو کرتے ہیں۔ جیسا کہ صاحب "عقیدۃ الشیعہ" نے ملا باقر مجلسی کی کتاب "حیات القلوب" کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ملا باقر نے کہا ہے کہ فضائل آئمہ کے متعلق جو دلائل ہمیں میسر ہوئے ہیں ان سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ "امامت" کا درجہ "نبوت" سے بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو درجۂ نبوت پر فائز کرنے کے بعد فرمایا ہے "اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا"۔ یعنی یقیناً میں تمہیں لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں اس کے بعد مجلسی نے "ابن بابویہ" الصدوق سے "المجالس" اور "اکمال الدین" میں نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے تھے کہ ہم مسلمانوں کے امام اور مسلمانوں کے سرداروں پر اللہ تعالیٰ کی حجت اور "الغر المحجلین" کے قائد اور مؤمنین کے سردار ہیں اور زمین والوں کے لئے سبب حفاظت ہیں جیسا کہ آسمانوں کے لئے ستارے، ہم ہی وہ ذات ہیں جس کی وجہ سے آسمان قائم ہیں اور زمین اپنے مرکز پر مستقیم ہے، ہماری وجہ سے بارش کا نزول ہوتا ہے اور زمین سے برکتیں آتی ہیں، اگر ہم میں سے زمین پر کوئی موجود نہ ہو تو زمین اپنے رہنے والوں کے ساتھ دھنس جاتی۔ تخلیق آدم کے زمانہ سے زمین "حجت اللہ" سے خالی نہیں۔ وہ "حجت اللہ" اور امام کبھی ظاہر ہوتا ہے اور کبھی چھپا ہوا۔ اور یہی سلسلہ قیام قیامت تک باقی رہے گا، اگر ائمہ میں سے کوئی امام باقی نہ ہوتا تو خداوند قدوس کی عبادت بھی نہ ہوتی۔ آئمہ کی اس کلام کے ساتھ روافض کی وہ بات ملاحظہ ہو جو انہوں نے اپنے

بارہویں امام مہدی محمد بن الحسن العسکری کے متعلق کہی ہے وہ ایک عجیب قصہ ہے ۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ ولادت کے وقت وہ سجدہ کی حالت میں تھے اور شہادت کی انگلی اوپر بلند کی ہوئی تھی ۔ پھر انہیں چھینک آئی اس کے بعد انہوں نے کہا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو کہ جہانوں کا پالنے والا ہے اور صلوٰۃ محمد پر اور ان کی اولاد پر، ظالم لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حجت ختم ہوگئی اگر ہمیں کلام کرنے کی اجازت ہوتی تو شک زائل ہو جاتا، اور روافض کہتے ہیں مہدی نے ولادت کے بعد اپنے والد حسن عسکری کے ساتھ فصیح بلیغ عربی کلام میں گفتگو کی اور کلمۂ شہادت پڑھا اور آئمہ پر درود بھیجا ۔ اس کے بعد آسمان سے پرندے نازل ہوئے اور مہدی کے سرہانے پرندوں نے اپنے پر پھڑ پھڑائے ۔ امام عسکری نے ان پرندوں میں سے ایک پرندے کو بلایا اور مہدی کو اس کے سپرد کیا اور کہا اس کو لے جاؤ، اس کو دودھ پلاؤ! ہر چالیسویں یوم اس کو ہمارے پاس واپس لایا کرو ۔ اس کو لے کر وہ پرندہ آسمان کی طرف اڑ گیا اس کے بعد امام عسکری نے باقی پرندوں کو بھی یہی حکم دیا ۔ باقی پرندے بھی اس کے ساتھ اڑ گئے اور حسن عسکری نے کہا میں تجھے اس ذات کے حوالہ کرتا ہوں جس کے پاس حضرت موسیٰ کی والدہ نے حضرت موسیٰ کو حوالہ کیا تھا ۔ مہدی کی پھوپھی بی بی حلیمہ کہتی ہے کہ میں چالیس یوم گذرنے کے بعد اپنے بھائی کے بیٹے کی زیارت کرنے کی غرض سے ان کے پاس گئی میں نے دیکھا وہ لڑکا ان کے سامنے چل پھر رہا ہے ۔ میں نے اس پر تعجب کا اظہار کیا اور اپنے بھائی کے بیٹے کا اس حالت کے متعلق پوچھا اس نے کہا یہ بچہ امام ہے جب اس پر ایک ماہ گذرتا ہے تو یہ اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ جیسے عام بچے سال گذرنے پر، اور یہ بچہ ماں کے پیٹ میں بھی گفتگو اور قرآن مجید کی تلاوت کرتا تھا اور پیٹ میں ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، اور صبح و شام اس کو تعلیم دینے کے لئے فرشتے اس کے پاس آتے ہیں ۔ اور روافض کے عقیدہ کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرنے کا یہ ثواب ہے کہ امام جعفر صادقؒ سے اس کے متعلق روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جس نے حضرت امیر المؤمنین کی قبر کی زیارت اس حال میں کی کہ ان کے حق کا اعتراف کرتا ہے اور اس کے دل میں کسی قسم کا تکبر اور غرور بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے سو شہید کا ثواب لکھیں گے اور اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے ۔ ایک شخص امام جعفر صادقؒ کے پاس آیا اور اس نے ان سے کہا کہ میں نے اب تک امیر المؤمنین کی زیارت نہیں کی اس پر آپ نے فرمایا تو نے بہت ہی برا کام کیا ہے اگر تو ہماری جماعت کا آدمی نہ ہوتا تو میں تیری طرف ہرگز نہ دیکھتا ؛ تو اس کی زیارت نہیں کرتا جس کی زیارت اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ساتھ کرتے ہیں انبیاء اور مؤمنین بھی اس کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں، اور روافض کے مذہبی ارکان میں سے ایک رکن تقیہ ہے اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ روافض جس وقت اہل سنت کے اجتماع میں آ جائیں تو اپنے قلبی عقیدہ کے خلاف ان کی موافقت میں ظاہری اعمال سرانجام دیں تاکہ

ان سے اپنے عقیدہ کا کتمان کر سکے اور ان کے شر سے محفوظ ہو جائے۔ تحقیق عقیدہ تقیہ" روافض کے لئے ایک امتیازی وصف ہے اور اسی عقیدہ کے ذریعہ وہ ہر اس تاریخی واقعہ کی تاویل و توجیہ کرتے ہیں جو کہ ان کے مذہب کے خلاف رونما ہوا ہو۔ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم کے دورِ خلافت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سکوت اور ان کی خاموشی تقیہ کی بنا پر تھی اور سیدنا حسنؓ کا سیدنا معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دست برداری بھی تقیہ کی بنا پر تھی۔ کلینی نے ابوعبداللہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہ دین کے نو حصہ تقیہ میں ہیں اور کہا کہ جو تقیہ نہیں کرتا اس کا دین بھی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہر کام میں تقیہ کرو مگر موزوں کے مسح اور نبیذ کے بارے میں تقیہ نہیں۔ بعض روافض نے آئمہ اہل بیت کی طرف یہ بات بھی منسوب کی ہے کہ جو شخص تقیہ کر کے سنی امام کے پیچھے نماز پڑھ لے گویا اس نے کسی نبی کی اقتدا میں نماز ادا کی ہے اور درحقیقت تقیہ روافض کی زیر زمین سازش کا ایک مخفی نظام ہے اپنے مخالفین سے جنگ و جدال کے وقت اس کو یہ استعمال کرتے ہیں جس وقت ان کا کوئی امام کسی خلیفہ کے خلاف سازش کرتا ہے تو پہلے وہ اس سازش کی منصوبہ بندی کرتا ہے اور اپنے اس منصوبہ کے متعلق متبعین کو اطلاع کرتا ہے پھر وہ بظاہر اس خلیفہ کی اطاعت کرتے ہوئے اپنے منصوبہ کو تکمیل تک پہنچاتا ہے اور رفض کی اس خفیہ تبلیغ میں ہر مکار حیلہ ساز داعی کے لئے ایک وسیع میدان ہے کیونکہ وہ اس طریقہ سے اپنی خواہش کے مطابق عقائد وضع کر کے اس کو امام غائب کی طرف منسوب کر سکتا ہے اور اسی نسبت کے باعث کئی جاہل اس کے دام تزویر میں پھنس کر ان وضعی عقائد کو تسلیم کر لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض کذب و افترا ہوتا ہے۔

روافض کے عقائد میں سے ایک عقیدہ" رجعت" ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ جس وقت امام غائب ظاہر ہوگا اسی وقت مخلص مؤمن اور کافر منافق دنیا میں واپس آجائیں گے اس عقیدہ سے ان کا مقصد یہ ہے جیسا کہ مجلسی نے بیان کیا ہے کہ مہدی اپنے دشمنوں سے انتقام لے گا جنہوں نے کلمۂ حق اور اہل بیت کے ظہور کے وقت ان پر انکار کیا تھا مثلاً سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ شہید ہونے والے ساتھی واپس آئیں گے۔ اور اسی طرح یزید بن معاویہؓ اور اس کے مددگار بھی آئیں گے۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ان سے اپنا انتقام لیں گے۔ اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ واپس آئیں گے سیدنا موسیٰؑ کی لاٹھی اور سیدنا سلیمانؑ کی انگشتری ان کے پاس ہوگی۔ کوفہ کے قریب اپنے ساتھیوں سے ان کی ملاقات ہوگی۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ شیطان اور اس کی اتباع کرنے والوں سے قتال کرنے کے لئے جائیں گے۔ یہ اسی جنگ میں مصروف ہوں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملائکہ کے ساتھ تشریف لائیں گے، آپ شیطان کو قتل کریں گے اور اس کے لشکر کو ختم کر دیں گے۔ شریف مرتضیٰ کہتا ہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ مہدی کے زمانہ میں سولی پر لٹکائے جائیں گے۔ روافض کے نزدیک اکثر صحابہؓ پر سب و شتم کرنا جائز ہے

بلکہ وہ تو صحابہ کرام پر لعنت بھیجنے کو حصول تقرب الی اللہ کے لئے عبادت سمجھتے ہیں، اور روافض کی صریح عبارات سے یہ بات ثابت ہے کہ ان کے نزدیک جلیل القدر صحابہ کی تکفیر ضروری ہے جیسے حضرت سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ البتہ یہ بات ان کے نزدیک اختلافی ہے کہ سب وشتم شیخین صراحۃً کی جائے یا اشارۃً وتلمیحاً محمد مہدی کاظمی قزوینی نے اپنی کتاب "منہاج الشریعہ فی رد علی ابن تیمیہ" جو کہ اس نے "منہاج السنۃ" کے جواب میں تالیف کی ہے اس میں اس نے صراحۃً یہ بات تحریر کی ہے کہ "سب شیخین" بالکل ہی جائز ہے کیونکہ جو شخص "سب شیخین" کرتا ہے اس کو معذور سمجھا جائے گا کیونکہ یہ دونوں آل رسول پر جبراً حاکم بن گئے تھے اور ان دونوں سے ایسے امور صادر ہوئے جو کہ شریعت کے بالکل ہی خلاف تھے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی تھی۔ جو شخص ان کے بُرا کہنے والے کو فاسق سمجھتا ہے تو اس نے بہت ہی بڑے کام کا ارتکاب کیا ہے۔ کیونکہ ایک روایت میں ہے جو فیصلہ کرنے والا کسی ظلم کا فیصلہ کرتا ہے اور اس کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں ظلم کا فیصلہ کر رہا ہوں تو وہ جہنمی ہے بلکہ اس قزوینی نے تصریح کی ہے کہ حادثہ جمل اور واقعہ صفین میں جن لوگوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی وہ کافر تھے کیونکہ انہوں نے امام وقت کے ساتھ جنگ کی تھی۔ استاذ احمد امین نے ذکر کیا ہے کہ روافض امام جعفر صادقؒ سے روایت کرتے ہیں کہ تین شخص ایسے ہیں کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان سے نہ کلام کریں گے اور نہ ہی ان کو گناہوں سے پاک کریں گے بلکہ ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص وہ ہے کہ جو امامت کا دعویٰ کرے حالانکہ وہ مستحق امامت نہیں۔ دوسرا وہ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے منصوص امام کا انکار کرے۔ تیسرا وہ شخص جو یہ کہے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ مسلمان تھے (معاذاللہ) استاذ احمد امین نے یہ بھی کہا ہے کہ روافض عموماً سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر، سیدہ عائشہ، سیدہ حفصہ وغیرہم رضی اللہ عنہم پر لعنت کرتے ہیں اور اس کام میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ لعنت کا یہ وظیفہ ان کے نزدیک قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے اور روافض کے ہاں کچھ ایسی دعائیں بھی ہیں جن میں ان حضرات پر لعنت کی جاتی ہے (العیاذ باللہ) اور مرتضیٰ اشرف نے قرآن کریم کی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

قل للمخلفين من الاعراب ستدعون الى قوم اولى بأس شديد تقاتلونهم او يسلمون فان تطيعوا يؤتكم الله اجراً حسنا وان تتولوا	آپ ان پیچھے رہ جانے والے دیہاتیوں سے کہ دیجئے کہ عنقریب تم ایسے لوگوں کی طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے یا تو ان سے لڑتے رہو یا وہ مسلمان ہو جائیں۔ سو اگر تم اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں نیک

کما تولیتم من قبل یعذبکم عذابًا الیمًا۔	عوض دے گا۔ اور اگر روگردانی کرو گے جیسا کہ اس کے قبل روگردانی کر چکے ہو وہ عذاب دردناک کی سزا دے گا۔

جو تفسیر ہمارے نزدیک مسلّم ہے وہ یہ ہے کہ ان مخلفین یعنی پیچھے رہ جانے والوں کے لئے داعی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ کوئی دوسرا شخص ہے اور یہ بات بھی بعید نہیں کہ اس سے مراد سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہوں۔ کیونکہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہی اصحاب جمل، اہل صفین اور نہروان والوں سے قتال کیا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بشارت بھی حاصل تھی کہ وہ ان سے قتال کریں گے۔ اور یہ لوگ "اولی بأس" یعنی سخت لڑنے والے بھی تھے۔ اور اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ اس آیت کا محل اہل جمل اور صفین والے نہیں ہو سکتے کیونکہ اس آیت میں "تقاتلونھم او یسلمون" کا لفظ اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ داعی جن لوگوں سے قتال کرے گا وہ مسلمان نہیں ہوں گے اور اہل جمل اور صفین مسلمان تھے اس کا جواب یہ ہے کہ معتزلہ کے نزدیک یہ لوگ مسلمان نہیں تھے کیونکہ معتزلہ کے مذہب کے مطابق گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا نہ مومن ہے اور نہ ہی مسلمان کیونکہ ان کے نزدیک اسلام اور ایمان ایک ہی حقیقت کے دو عنوان ہیں۔ اور اس معاملہ میں ہمارا مذہب یعنی اہل رفض کا مذہب تو بالکل ہی واضح ہے کیونکہ ہمارے نزدیک امیرالمؤمنین کے ساتھ لڑائی کرنے والے مسلمان ہی نہیں، ابوبکرؓ اور عمرؓ، شریف مرتضیٰ کے نزدیک (معاذ اللہ) کافر ہیں۔ کیونکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے معاملہ میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کی تھی۔ اگر اہل سنت کی طرف سے یہ اعتراض کیا جائے کہ جب ابوبکرؓ اور عمرؓ کافر تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا اکرام کیوں کرتے تھے حالانکہ آپ کو ان کے کفر کا علم بھی تھا۔ شریف مرتضیٰ اس کے جواب میں کہتا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی تعظیم و اکرام کے متعلق جو روایات منقول ہیں وہ صحیح نہیں ہیں۔ اور اگر بالفرض یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ یہ روایات صحیح ہیں تو ان سے یہ بات پھر بھی لازم نہیں آتی کہ جس شخص کی تعظیم کی جائے وہ امامت کا مستحق ہو۔ اس کا تو کوئی بھی قائل نہیں کہ جو ممدوح ہو وہ مستحق امامت ہو اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ بات مسلم ہے کہ ہر ممدوح مستحق امامت نہیں لیکن ان حضرات کی مدح ثابت ہونے سے یہ بات تو ثابت ہو جاتی ہے کہ یہ حضرات کافر نہیں۔ یعنی ان روایات کے ثبوت سے ان کے کفر کی نفی ثابت ہو جاتی ہے۔ اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ اس مدح سرائی کے ثبوت سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی کہ وہ بظاہر کافر نہیں تھے یعنی اس مدح سرائی سے ظاہری کفر کی نفی ثابت ہوتی ہے لیکن باطنی نفاق کی نفی لازم نہیں آتی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے باطنی کفر کا علم نہیں تھا۔ تو پھر یہ بات کیسے ثابت ہو سکتی ہے کہ یہ مدح سرائی

ان کے باطنی ایمان پر دلالت کرتی ہے۔ اگر کہا جائے کہ تم یہ بات کس طرح تسلیم کرتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف ان کے ظاہر کی بنا پر تعظیم کرتے تھے حالانکہ آپ کو معلوم تھا کہ عنقریب یہ لوگ میرے صریح حکم کا انکار کریں گے اور یہ بات بھی تمہارے نزدیک کفر ہے اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا علم نہ ہو کہ عنقریب یہ لوگ میرے حکم کا انکار کریں گے کیونکہ آپ کو اس طرح کا علم بغیر وحی کے حاصل نہیں ہوتا تھا اور یہ بات ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کی اطلاع نہ دی ہو شیخین کریمین کے متعلق روافض کے اس عقیدہ کے بعد یہ بات بعید نہیں کہ ہم شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات تسلیم کرلیں کہ روافض اس یوم کو جس یوم میں ابولؤلؤ مجوسی نے جس کو رافضی بابا شجاع الدین کہتے ہیں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اپنے عیدوں کے ایام میں شمار کرتے ہیں اور اسی یوم کو "یوم العید الاکبر" "یوم المفاخرة" اور "یوم التبجیل" کہتے ہیں پھر کس طرح اے جماعت اہل سنت ہم ان لوگوں کے ساتھ اتحاد کریں جو لوگ صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ اور آپ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہؓ، سیدنا طلحہؓ، سیدنا زبیرؓ اور ان کے علاوہ دوسرے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف کوئی نسبت کرتے ہوں۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر سبّ وشتم کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی فلو ان احدکم انفق مثل احد ذھبا ما بلغ مد احدھم و لا نصیفه۔

میرے صحابہ کو برا نہ کہو پس اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کی مقدار کا سونا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خیرات کرے تو میرے صحابہ کے اس صدقہ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا جو کہ مُد کی مقدار میں ہو یا کہ اس کا نصف ہو۔

پھر کس طرح ان لوگوں کے ساتھ اتحاد ہو سکتا ہے جو اپنے مذہب میں اور آئمہ کے متعلق اس طرح غالی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے کلمات کی تحریف کرتے ہوں اور شریعت میں ایسے امور پیدا کریں جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرارِ اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی۔ ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک: اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی۔ ملتان

محترمہ نثار فاطمہ زہراء
لاہور

التجاء

اے میرے مولا میرے آقا میرے ربّ کریم !
مَیں تیری بندی ہوں لاچار و بے کس ، بے نوا
ہاتھ پھیلاتی ہوں مَیں دامن کو پھیلاتی ہوں مَیں
اے میرے چارہ گر اے ولیءِ کارساز
اے کہ تیرے نام سے چلتی ہے ساری کائنات
اے کہ تیرے نام سے باقی ہے ہر شے میں حیات
اے کہ تو لافانی ہے لاثانی ہے اور بے مثال
اے کہ تیرے عرش کے سائے میں گھومی بار بار
اے میرے سامع ، میرے خالق ، میرے ربِّ عظیم
اے میرے مالک میرے آقا ، میرے مولا کریم
آپ چاہئیں تو عطا کر دیں حیاتِ خضر بھی
آپ چاہیں تو مدینے سے ملے خاکِ شفا
یہ کنیز ہے آپ کی اور در پہ ہے آ کر کھڑی
منتظر ہے اپنے ربّ کی رحمت و خیرات کی

دیدہ ور

خُدا کے عَذاب کو نہ پکارو

یہ چار دِن کی خُدائی تو کوئی بات نہیں ! | زوال تیرے تعاقب میں ہے زوال سے ڈر

موجودہ حکمران (جو اسلام کے نام پر برسرِ اقتدار آئے ہیں) دیکھیں کہ اُنکی سرپرستی میں ملک میں کیا ہو رہا ہے ۔ اور وہ کل قیامت کو خُدا کے حضور کیا جواب دیں گے ؟

حضرت عمرؓ کا اِرشاد ہے : "میرے دَور میں دُور دریائے فرات کے کنارے اگر ایک کُتّا بھی پیاسا مرگیا تو مجھ سے اُس کی پُرسش ہوگی ۔"

کاش ہماری حکومت تفریح کے نام پر ٹی وی ، فلم ، ریڈیو اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے دیئے جانے والے زہر کے اثرات دیکھے ۔ ٹی وی کہ جس پر عین نمازِ عشا (اور آج کل تراویح) کے وقت دانستہ طور پر فحاشی و بے حیائی سے مزین پروگرام نشر کئے جاتے ہیں ، ریڈیو کہ جس پر سوائے آدھ گھنٹہ کے سارا دن عُریاں و لچر گانوں اور مذہب بیزاری سے پُر پروگراموں کے ذریعے گمراہی کی ترغیب و ترہیب دی جاتی ہے ، اور اُس کے ذمّہ دار ریڈیو ، ٹی وی میں گھسے ہوئے وہ سُرخ پیلے سنپولئے ہیں جو ایک منصوبہ بندی کے تحت قوم کو تباہی کی طرف لے جا رہے ہیں ۔

یہ کہنا غلط ہوگا کہ اربابِ اقتدار ان سے بے خبر ہیں ۔ ان اَشتر اکی کوچہ گردوں اور پٹے ہوئے ترقّی پسندوں کے ہر عہد میں وارے نیارے رہے ۔ ان کے اتنے تلّوں نے نوجوان نسل کو آزادی کے نام پر ایسا گھوڑا بنا دیا ہے جس کے مُنہ میں لگام نہ ہو اور یہ نام نہاد رائٹرز ، ایڈیٹرز ، کمپیئر ، ہیو رو کریٹس ، پروگرام پروڈیوسر ، موسیقار ، کالم نگار ، ہدایت کار ، ڈرامہ نویس ، ادبی انجینئرز اِس قسم کے اخلاقی اور قومی مُجرم ہیں کہ ؎

شورشؔ ایسی پود پہ اژدر برسنے چاہئیں
آگ میں تپتے ہوئے پتھر برسنے چاہئیں

یہاں صرف پندرہ دن کے اخبارات سے واقعات نقل کئے گئے ہیں۔ اِن کے علاوہ پتہ نہیں۔ روزانہ اخبارات میں نہ چھپنے والے ظلم و زیادتی کے کتنے سانحات و حادثات ہیں جو حکمرانوں کی گوڑ گردن پر بوجھ بنتے جا رہے ہیں اور حکمران ہیں کہ جیسے اُنہیں مرنا ہی نہیں۔

● ظالم افراد نے ۱۹ سالہ لڑکے کو تشدد کے بعد چھری سے ذبح کر دیا۔ باغبانپورہ کے محنت کش جوان کے جسم کو سگریٹوں سے داغ دیا گیا۔ برہنہ لاش کھیتوں میں پڑی ملی۔

● اُونچی آواز سے ٹیپ چلانے سے منع کرنے پر ۱۰ افراد نے ایک شخص کو مار ڈالا۔ مقتول کے چھ ساتھی شدید زخمی۔ ملزمان مسجد کے قریب ٹیپ چلا رہے تھے۔

● اب انصاف رشوت سے بھی نہیں ملتا۔ امن و امان کی صورتِ حال خراب کرنے میں پولیس کا بھی ہاتھ ہے۔ اشتہاری ملزموں کی چھٹوں پر تھانے سے ملزم چھوڑے جاتے ہیں ایسے لگتا ہے کہ یہ باوردی غنڈے ہیں۔ طلبہ تنظیموں میں شامل بعض افراد ڈاکے ڈالتے اور بلیک میلنگ کرتے ہیں۔ پولیس خود قانون کی خلاف ورزی کرتی ہے۔ (پنجاب اسمبلی میں امن و امان پر بحث)

● سسرال جانے سے انکار پر بھائی نے بہن کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ مقتولہ کچھ عرصہ قبل اپنے خاوند سے ناراض ہو کر میکے چلی آئی تھی۔

● کانسٹیبل کی رشتے دار کے ہاتھوں پٹائی۔ ملزم نے خواتین پر تیزاب پھینک دیا۔ لڑکی کا رشتہ نہ ملنے پر اسی کا چہرہ تیزاب سے جلا دیا۔

● ماں کو لختِ جگر نے گولی مار کر ابدی نیند سلا دیا۔ ملزم جس سے محبت کرتا تھا۔ ماں اُس کے ساتھ شادی کی مخالف تھی۔

● آوارہ گردی سے منع کرنے پر بیٹے نے ماں کو موت کی نیند سلا دیا۔ وقوعہ کے روز معمولی تلخ کلامی کے بعد بیٹے نے ماں کے سینے میں چھرا گھونپ دیا۔

● کوئٹہ میں حبیب بنک کی برانچ سے ۲۸ لاکھ روپے لُوٹ لیئے گئے۔ چار مسلح ڈاکوؤں نے بنک کے عملے اور ۱۶ کھاتے داروں کو قابو کر لیا۔ کیش کپڑے میں باندھ کر وہ باری باری بنک سے فرار ہوئے۔ ڈاکو نوجوان اور یونیورسٹی کے طالب علم معلوم ہوتے تھے۔ آپس میں اُنہوں نے سندھی زبان میں گفتگو کی۔ ایک نے کہا: "دیکھتے ہیں۔ کون ہمیں پھانسی دیتا ہے۔؟"

● دو عورتوں سمیت چار افراد نے چار بچوں کی ماں کو اغوا کر لیا۔

● نشہ کرنے سے منع کرنے پر فائرنگ کا نشانہ بننا پڑا۔ زرعی یونیورسٹی کا طالب علم زخمی ہونے سے محفوظ رہا۔

● پولیس کی وردی میں ملبوس تین افراد نے ایک شخص کو لوٹ لیا۔

● خواتین کو چھیڑنے سے منع کرنے پر نوجوان کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مقتول کی اُسی دن شادی ہونیوالی تھی۔ اور ملزمان مہمان خواتین کو تنگ کر رہے تھے۔

● نامعلوم افراد نے ایک شخص کو تیز دھار آلہ سے ذبح کر دیا۔

● میاں چنوں میں معمولی تنازعہ پر بہنوئی کو خنجر مار کر ہلاک کر دیا۔ شوہر کو بچانے کی کوشش میں بیوی شدید زخمی۔ ایک بھائی کو بھی گہرے زخم لگے۔

● تعلیم یافتہ نوجوان ڈاکوؤں کا گروہ گرفتار۔ فلمیں دیکھ کر ڈاکو بننے کا شوق پیدا ہوا۔

● ساہیوال میں قتل کے ملزم کو پھانسی کی سزا۔ راہ چلتی لڑکیوں کو چھیڑنے سے منع کرنے پر ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا۔

● منشیات کے عادی نے بیوی کو سوتے میں ذبح کر دیا۔

● وی سی آر چلانے سے باز نہ آنے پر باپ کو ہلاک اور بیٹے کو زخمی کر دیا۔ تینوں ملزم فرار ہو گئے۔ مقتول محلے میں وی سی آر چلاتا تھا۔

● آوارہ گردی سے منع کرنے پر بدبخت بیٹے نے والدہ کو قتل کر دیا۔ ماں اکثر بُرے دوستوں کی صحبت سے بچنے کی نصیحت کرتی جو بیٹے کو ناگوار گزرتی۔

● دادو میں ایک ہی رات میں ۱۱ افراد اُٹھا لیئے گئے۔

● تاوان ادا نہ کرنے پر ڈاکوؤں نے زمیندار کے کھیتوں کو آگ لگا دی۔

- غازی آباد میں دو عورتوں سمیت تین افراد نے ایک شخص کو زندہ جلا دیا۔
- خاوند نے سیشن کورٹ کے باہر بیوی پر خنجر چلا دیئے۔ چار بچوں کی ماں نے خاوند سے طلاق کے لئے دعویٰ دائر کر رکھا تھا۔
- ادھار واپس مانگنے کا نتیجہ۔ باپ بیٹا اور داماد قتل ہو گئے۔ ملزموں نے قتل ہونے والوں سے ۵۰ ہزار روپے اُدھار لے رکھے تھے۔
- تحصیل چیچہ وطنی میں چار حقیقی بھائیوں کا لرزہ خیز قتل۔ مقتولین نے گاڑی سے اُترنے سے پہلے پولیس سے کہا کہ ان کے مخالفین یہاں گھوم رہے ہیں اِن سے خطرہ ہے پولیس نے تسلی دے دی۔ مقتولین کے ایک بھائی کو پہلے ہی سزائے موت ہو چکی ہے۔ آٹھ ملزموں نے چار بھائیوں پر اس وقت کلاشن کوف کے برسٹ مارے۔ جب وہ پولیس کی گاڑی سے اُتر کر پیشی پر جانے والے تھے۔ حملہ آور قتل کے بعد لاشوں پر بھنگڑہ ڈالتے رہے۔

دُعاءِ مغفرت:

موت وحیات اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ غم اور خوشی انسان کے ساتھ ساتھ ہیں۔ گزشتہ دنوں ہمارے بعض احباب اپنے اعزّہ کی اموات کے حادثات سے دوچار ہوئے ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام ملتان کے مخلص کارکن محترم غلام محمد صاحب کے حقیقی چھوٹے بھائی کو گزشتہ دِنوں انتہائی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ مقدمہ تفتیش کے مراحل میں ہے لیکن اعزہ واقرباء پر اس حادثہ سے غم کے پہاڑ ٹوٹ گئے ہیں۔ وہ ایک مرنجا مرنج انسان تھے کسی سے دشمنی نہ تھی اور سب کے دوست تھے ——— خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف سے ہمارے رفیقِ فکر محترم صاحبزادہ حامد سراج صاحب کے والد ماجد ایک حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ ملتان سے ہی ہمارے رفیق جناب عبد العزیز سندھو کی والدہ ماجدہ انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب اور قارئین رمضان المبارک کی بابرکت ساعتوں میں مرحومین کی مغفرت کا خاص اہتمام فرمائیں۔ علاوہ ازیں جتنے بھی مسلمان بھائی اس دنیا سے جا چکے ہیں سب کی مغفرت کے لئے دعاء فرمائیں۔ ہم اپنے احباب کے غم میں شریک ہیں اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے۔ آمین! (ادارہ)

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین مدظلہ،

بسلسلہ چک والی فتنہ

مولانا حکیم احمد حسن قریشی کی

یزیدیت!

> قاضی مظہر حسین چک والی صاحب راقم کے مضمون مندرجہ ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان جون ۱۹۹۰ء کے جواب میں اپنے رسالہ "حق چار یار" لاہور کے بہت سے شماروں میں بے مقصد خامہ فرسائی کر رہے ہیں۔ اور خاص بات یہ ہے کہ بعور تحقیر چک والی موصوف راقم کو "درویش صاحب" کے لقب سے مخاطب کرتے ہیں۔ اس لئے راقم کو بھی حق ہے کہ وہ قاضی موصوف کو "چک والی صاحب" کے لقب سے مخاطب کرے۔ راقم اپنے ایک مضمون میں پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ اگر آپ کسی کے پاجامے میں چوہا ڈالیں گے تو جواباً آپ کی شلوار میں بگڑ بلا ڈالا جائے گا۔ لہذا اس مضمون میں قاضی موصوف کو "چک والی صاحب" کے نام سے مخاطب کیا جا رہا ہے۔ قارئین آگاہ رہیں۔ (محمد شمس الدین)

مذمت بنوامیہ کا پس منظر: اِنی مجوسیوں نے جب اسلام کی خارا شگاف تلوار سے شکست فاش کھائی تو اُنہوں نے انتہائی نیا تُلا مسموم اور زہریلا یہ منصوبہ بنایا کہ مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے قریشی خاندان بنو عبد مناف میں دو قومی نظریہ پھیلانے کا منصوبہ گھڑا اور بنو ہاشم اور بنو عبشم دو خاندانوں میں ایک فرضی اور خود ساختہ عداوت کھڑی کرنے کے لئے ایک نیا دو قومی منصوبہ بنایا اور اتنے زور سے اس کو دنیا میں پھیلایا کہ بیشمار لوگ اسے صحیح باور کر بیٹھے۔

چنانچہ یہ جھوٹا ڈھکوسلا یوں تراشا کہ عبشم اور ہاشم بن عبد مناف دو بھائی ایک ماں کے بطن سے جڑواں پیدا ہوئے لیکن عبشم کے پاؤں کے ساتھ ہاشم کا سر جڑا ہوا تھا چنانچہ اس "جوڑ" کو تلوار سے کاٹا گیا اس لئے آگے چل کر اولاد عبشم اور اولادِ ہاشم میں تلوار ہی چلتی رہی (تاریخ ابن کثیر ص ۲۵۳ ج ۲ طبع مصر)

یہ روایت امام ابن کثیر کی ہے جو اُنہوں نے بحوالہ ابن جریر طبری نقل کی ہے اور طبری رفض کی طرف میلان رکھتے ہیں۔ امام ابن کثیر آٹھویں صدی میں ہوئے ہیں ان کے زمانے تک سبائی جعلی روایات کے شگوفے کھلنے شروع ہو چکے تھے اور ان میں ہی یہ جعلی شگوفہ بھی ہے کہ بوقت ولادت عبشم اور ہاشم

کے بدن آپس میں جڑے ہوئے تھے اور ان کو تلوار سے جُدا کیا گیا تھا۔

لیکن ابن کثیر سے تین صدی پہلے کے مشہور نسّابہ مورخ ابن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ نے اپنی مشہور کتاب "جمہرۃ انساب العرب" ص۱۴ طبع بیروت پر صرف اتنا ہی لکھا ہے۔ یہ دونوں بھائی توأم پیدا ہوئے پہلے عبشم دنیا میں آیا پھر ہاشم"۔ آگے ان کے بدنوں کے باہم جڑے ہوئے کی طرف اشارہ تک نہیں کیا، تو اس طرح عبشم اور ہاشم کی ولادت میں گھنٹہ دو گھنٹہ کا بھی وقفہ ہوا ہوگا اس نسبت سے عبشم بڑا بھائی ہوا۔

پھر عبشم کے چھ لڑکے سب ہی اقبال مند ہوئے لیکن ان میں امیہ سب سے زیادہ نامور سردار ہوا پھر آگے چل کر ہاشم بن عبد مناف کی اولاد میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور سرتاج الفقراء خلیفہ راشد چہارم امیر المؤمنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ مورثِ اعلیٰ عباسی خلیفہ ہوئے ہیں اور عبشم بن عبد مناف کی اولاد میں مشہور خلیفہ راشد سوم امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان عبشمی اور امیر المؤمنین سیدنا معاویہ عبشمی اور امیر المؤمنین سیدنا مروان عبشمی اور انکی نامور اولاد کے عبشمی خلفاء اور مشہور فاتحین حضرت ابوسفیان عبشمی سیدنا یزید بن ابوسفیان عبشمی سیدنا خالد بن سعید عبشمی عمرو بن سعید عبشمی عبداللہ بن عامر جیسے نامور عبشمی جرنیل ہوئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین اس طرح بنو عبشم (بنو اُمیہ) کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیل گئی، اور عوام میں بجائے بنو عبشم کے بنو اُمیہ کا نام زیادہ مشہور ہوگیا اور تقابل ہاشمی اموی کا بن گیا۔

تو اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے اب سبائیوں نے دوسرا منصوبہ یہ سوچا کہ کسی طرح ہاشم بن عبد مناف (چچا) کو اور اُمیہ بن عبشم بن عبد مناف بھتیجا کو۔ جو مختلف زمانوں میں اپنی اپنی مختلف ماؤں کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور اس چچا اور بھتیجا کا کسی طرح بھی ایک ماں کے بطن سے پیدا ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ ان چچا اور بھتیجا کو ایک ماں کے بطن سے جڑواں پیدا شدہ حقیقی بھائی ثابت کیا جائے تاکہ رنگ چوکھا آئے۔ سبائیوں کو یقین تھا کہ "سُنی مُنی" بدھو سنّی اس "جعلی" ڈھکوسلے کو بھی - اٰمَنَّا وَصَدَّقْنَا ——— کہتے ہوئے بہ دل و جاں قبول اور بسر و چشم منظور کریں گے چنانچہ سبائیوں کی توقع کے عین مطابق بالکل ایسے ہی ہوا۔ اور دو نامور نگر "سُنی مُنی" بریلوی علاموں مولانا علامہ ارشد صاحب القادری اور علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی نے مل کر ایک زوردار "تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "کربلا کا مسافر" ہے اور مکتبہ نبوی، شارع گنج بخش لاہور نے حال میں ہی شائع کی ہے۔ اس میں ص۹۸ پر یہی سبائی خلاف واقعہ ڈھکوسلا درج فرمالیا کہ ہاشم بن عبد مناف (چچا) اور امیہ بن عبشم بن عبد مناف (بھتیجا) دونوں ایک ماں کے بطن سے توأم پیدا ہوئے اور ان کو تلوار سے جُدا کیا گیا اور جس تلوار کو ہاشم کے خون کی چاٹ لگی ہوئی تھی

اسی تلوار نے میدانِ کربلا میں یزید کے ہاتھوں سیدنا حسین کا خون پیا۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہاں دونوں خاندانوں کا شجرۂ نسب بھی چھاپا ہے پہلے ہم صحیح شجرۂ نسب لکھتے ہیں اور بالمقابل دو بریلوی دشمن سنی علاموں کا غلط شجرۂ نسب بھی درج ہے۔

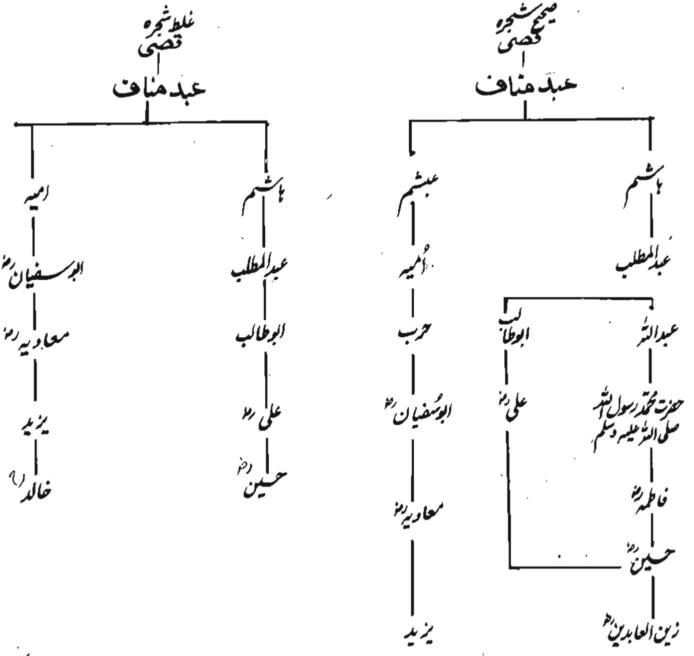

نوٹ: غلط شجرہ میں ہاشم کے بالمقابل انکے بھائی عبشم کو چھوڑ کر ہاشم کے بجائے بھتیجا اُمیہ کو ہاشم کے بالمقابل دکھایا ہے تاکہ ہاشمی اموی تقابل ثابت کیا جاسکے۔ پھر حرب بن اُمیہ (والد ابوسفیان رض) کو چھوڑ کر ابوسفیان بن حرب کو عبدالمطلب کے مقابل کر دیا۔ تاکہ نیچے چل کر معاویہ رض بن ابوسفیان کو حضرت علی کے مقابل اور حضرت حسین کو یزید کے بالمقابل کر دیا۔ تاکہ علی رض و معاویہ رض کی جنگیں اور حسین و یزید کے جھگڑے سبائی مشن کے عین مطابق ثابت ہوسکیں جبکہ ترتیبِ نسب میں حضرت علی، حضرت معاویہ کے چچا ہیں اور حضرت حسین رض یزید کے چچا ہیں۔

مگر غلط شجرہ میں معاویہ کو علی کا اور یزید کو حسین کا چچا بنا دیا تاکہ حضرتِ معاویہ کو حضرت علی کے بالمقابل دکھایا جائے اور حضرت حسین کو یزید کے بالمقابل۔ اس طرح شجرہ کا تو بیڑہ غرق کر دیا مگر دو علاموں کا شوقِ مذمت معاویہ و یزید پورا ہو گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

تو اس طرح اسلامی تاریخ کو مسخ کیا گیا اور تمام بنو ہاشم حضرت ابو سفیان حضرت معاویہ، حضرت مروان، یزید زیاد، عبداللہ بن عامر، ولید بن عقبہ اور ان کے بے شمار ہم نواؤں کو تنقیص و مذمت کی سان پر ایسا چڑھایا گیا کہ پناہ بخدا ——— اور دکھے دل کے افسوس سے یہ عرض ہے کہ فی الوقت اس سبائی فکر اور نظریہ کی سرپرستی اور ترجمانی کے فرائض ہمارے جناب چکڑالی صاحب اور ان کے چند لگے بندھے کر رہے ہیں۔

اب جبکہ اسلام کے تحقیقی ذہن نے انگڑائی لی اور صحیح تاریخ کی چھان پھٹک شروع ہوئی تو عقدہ یہ کھلا کہ بنو ہاشم کے خلاف یہ تمام پروپیگنڈہ محض بے بنیاد ہے اور یہ بکرمی کے جال سے زیادہ کمزور گھروندہ صرف سبائیوں کی موضوع روایات کا ہی رہین منت ہے تو اس سلسلے میں ملک میں صحیح صورت حال کو واضح کرنے کے لئے اچھی اچھی کتابیں منظر عام پر آنی شروع ہو گئیں اور حضرت مولانا محمد اسحٰق سندیلوی مولانا عبدالحق چوھان مولانا حکیم محمود احمد ظفر سیالکوٹی، اور جناب ڈاکٹر محمد اسلم صاحب صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی وغیرہ کے رشحات قلم اس سبائی ظلمت کو چھانٹنے کے لئے قابل قدر کام سرانجام دے رہے ہیں پھر کچھ دینی ماہناموں نے بھی اس طرف توجہ دی جن میں مؤقر ترین ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان ہے۔ اسی سلسلے میں فقیر کی بھی ایک چھوٹی سی کتاب "عجمی سازش" نامی حزب الانصار بھیرہ سے چھپی تھی۔ جو چھپتے ہی نایاب ہو گئی۔ خدا کرے دوبارہ چھپ جائے یہ اس سلسلہ کی مؤثر ترین کتاب ہے۔

اسی سلسلہ کی اہم کتاب "سیدنا نصیر الدین صاحب گیلانی" اور "سادات بنو امیہ"۔ ایک اچھوتی تحقیقی کتاب ہے، جسے مولانا حسین احمد قریشی صاحب فاضل نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ، ساکن وڈاکخانہ بھوئی گاڑ ضلع اٹک نے ترتیب دیا، یہ قیمتی رسالہ جو دیکھنے سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ اس میں قرآنی آیات احادیث نبویؐ حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے مبارک تعامل سے سادات بنو امیہ کا جو باعزت مقام واضح ہوتا ہے اس کا خوبصورت تذکرہ ہے۔ (قیمت فی نسخہ پانچ روپے اکٹھے چار نسخے منگوانے پر محصول ڈاک معاف) جامع مسجد بھوئی گاڑ مؤلف سے دستیاب ہے۔ اس رسالہ کے مرتب صاحب مولانا حسین احمد قریشی نے تبصرہ کے لئے جناب چکڑالی صاحب کو دو نسخے بھیجے جن پر چکڑالی صاحب نے اپنی سبائی عینک کے محدب شیشوں سے نگاہ ڈالی اور نتیجہ میں مقدمہ نویس مولانا حکیم احمد حسن قریشی کو اور مرتب رسالہ جناب مولانا حسین احمد قریشی کو "یزیدی" قرار دے دیا۔ ملاحظہ ہو قسم سوم مندرجہ رسالہ حق چار یار بابت ماہ اکتوبر ۱۹۸۹ء، ——— حالانکہ یزید بن سیدنا حضرت معاویہ کے تذکرہ سے پہلے خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر مولانا حسین احمد قریشی مدظلہ نے حسب ذیل اعلان فرمایا اور اس اعلان کو پڑھ کر بالانصاف ناظرین جناب چک والی صاحب کی دیانت کی داد دیں کہ چک والی صاحب بمصداق،

عہ اس خطا پہ مجھے مارا کہ خطا کار نہ تھا۔

دونوں بھائیوں کو یزیدی قرار دے رہے ھیں ـــــ اعلان یہ ہے ر

تمام اھل سنت کی طرح ہمارا بھی یہی پختہ اعتقاد ہے اور ہم اعلان کرتے ھیں کہ

ایک ضروری وضاحت : ہم تمام صحابہ کرام و امہات المومنین اور حضور علیہ السلام کی چاروں صاحبزادیوں اور انکی پاک اولاد کو اور اھل بیت عظام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ محبت کو اپنا جزو ایمان سمجھتے ہیں مگر رافضی سبائی فرقہ حضرات امہات المومنین اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض اور عداوت رکھتا ہے اور خارجی اور ناصبی فرقہ حضرات اھل بیت عظام سے عداوت رکھتا ہے (اللہ تعالیٰ کی ان سب پر ہی لعنت ہو

پھر ہمارا یہ بھی پختہ عقیدہ ہے کہ ـــــ امام اھل سنت سیدنا حضرت علی ہاشمی سوائے ائمہ ثلاثہ راشدین (یعنی حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان عبشمی) کے باقی چھ صحابہ عشرہ مبشرہ اصحاب بدر اصحاب بیعت رضوان اور تمام اصحاب مہاجرین و انصار سے حضرت علی مطلقاً افضل ھیں رضی اللہ عنہم ۔ آپ سابقین الاولین کے بھی اسبق الاولین تھے ۔ اور سیدنا حضرت ابوسفیان بن حرب اور سیدنا حضرت معاویہ بن ابوسفیان اموی عبشمی اپنی تمام تر جلالتِ شان کے باوجود یہ دونوں باپ اور بیٹا مل کر بھی سیدنا حضرت علی ہاشمی کے مناقب اور فضائل کو نہیں پہنچ سکتے ۔

اسی طرح سیدنا حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ریحانۃ الرسول تھے ، جنت کے ایک پھول تھے ، جگر گوشہ سیدہ بتول تھے ، نور نظر حضرت مرتضیٰ تھے ، جگر گوشہ حضرت محمد مصطفیٰ تھے صلی اللہ علیہ وسلم ، اور آپ کے چھیتے نواسے اور درجہ اول کے صاحب رؤیت و روایت صحابی تھے حضرت حسن کے چھوٹے بھائی تھے اور حضرت ابن حنیفہ کے بڑے بھائی تھے اور تمام حسینی سادات کے جد امجد تھے پھر دوسرے بیشمار کمالات اور فضائل کے مالک تھے اب ان کے ساتھ یزید بن حضرت معاویہؓ کی کیا نسبت ہو سکتی ہے جو احمق یزید اموی عبشمی کو سیدنا حضرت حسینؓ ہاشمی کے ساتھ برابر لانے کی لایعنی اور مذبوحی حرکت کرتے ھیں وہ چودھویں رات کے چمکتے چاند کے ساتھ بے نور مہینی کی مدہم لو کا تقابل کرنا چاہتے ھیں اگر یزید کو سیدنا حضرت حسین کی مبارک جوتیوں میں بھی بیٹھنے کی سعادت حاصل ہو جاتی تو یزید کا یہ شرف عظیم ہوتا ۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک

پھر دو صفحہ بعد ص۱۹ پر "فسق یزید کی بحث" کے زیرِ عنوان لکھا ہے کہ :

تصریح مزید : "اس غیر متنازع حقیقت کا اظہار بھی ضروری ہے اور یہ بھی اھل سنت کا متفقہ عقیدہ بھی ہے کہ نہ یزید صحابی تھا نہ ہاشمی تھا نہ اھل بیت سے تھا ۔ اگر صحیح روایات سے یزید کا فسق ہی نہیں بلکہ کفر تک بھی ثابت ہو جائے تو ہم اھل سنت کے سر آنکھوں پر ہم اھل سنت نے حضور علیہ السلام کے حقیقی چچا ابولہب ہاشمی کا کفر جب تسلیم کر لیا ہے تو اُموی یزید ہم اھل سنت کا کیا لگتا

ہے جو ہم اہلِ سنت یزید کا کفر تسلیم نہ کریں بشرطیکہ اس کا کفر صحیح روایات سے ثابت ہو سکے۔"
جناب چک والی صاحب نے اپنے تبصرہ مندرجہ "حق چار یار" بابت ماہ اکتوبر ۹۰ء میں صـ۳۲ پر ان دونوں بھائیوں کو "یزیدی" قرار دیا ہے فقیر "نقیب" کے قارئین سے مخلصانہ درخواست کرتا ہے کہ وہ مندرجہ بالا توضیحاتِ حلفی ملاحظہ فرمائیں اور پھر جناب چک والی صاحب کی خدا ترسی اور بنوامیہ دشمنی کا اندازہ کریں اور غور کریں کہ کس طرح بے دھڑک ان دو بزرگوں کو یزیدی بنا کر رکھ دیا۔ عبرت عبرت۔

یہ سطور لکھتے وقت سوچ آئی کہ چک والی صاحب کی عادت ہے کہ جس شخص سے اس کو اختلافِ قلیل ہو جائے اُس کو بے دھڑک "یزیدی" قرار دے دیتے ہیں اس سوچ نے ایک مصرعہ موزوں کر دیا کہ ع

وہ یزیدی ہے، ہو جس سے آپ کو کچھ اختلاف

حسنِ اتفاق سے اس وقت طبیعت حاضر تھی ارتجالاً چند اور مصرعے بھی موزوں ہو گئے "ناظرینِ نقیب" کے نفسِ طبع کے لئے حاضر ہیں ؎

۱۔ کہہ دے اب چکوالی صاحب کوئی یہ بات صاف
دعوے اکثر آپ کے باطل، دلیلیں ہیں گزاف

۲۔ ہر محقق سے جھگڑتے اور اُلجھتے ہیں جناب
وہ یزیدی ہے، ہو جس سے آپ کو کچھ اختلاف

۳۔ اس طرح علمی حقائق مسخ کر دیتے ہیں آپ
جیسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے روئی نور باف

۴۔ کاش اپنا مسلک اعوج جو چھوڑیں آنجناب
پھر مسلمانوں میں واپس آئے یہ بہلا اختلاف

یا الٰہی حق سمجھنے کی اُنہیں توفیق دے
چھوڑ دیں وہ اپنا بے مقصد یہ سب لاف گزاف (آمین ثم آمین)

حکیم صاحب کا احتجاج: جناب چک والی صاحب کی اس مذبوحی حرکت پر مولانا حکیم احمد حسن صاحب قریشی نے ایک احتجاجی خط جناب چک والی صاحب کو لکھا اور اس میں یہ بھی لکھا کہ سیدنا علی اور سیدنا معاویہ اور حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہم اور یزید کے متعلق ہماری وضاحتوں کے بعد بھی آپ نے ہمیں "یزیدی" قرار دے دیا۔ یہ بہت افسوسناک حرکت ہے در اصل آپ اپنی سبائیت نوازی کو چھپانے کے لئے دوسروں کو یزیدی بناتے پھرتے ہیں الخ" اس خط کا چکوالی صاحب نے کوئی جواب نہیں دیا۔

خاندان بھوئی گاڑ کا علمی تعارف: خاندان عالی شان علماء بھوئی گاڑ شمالی ہندوستان (حال پاکستان) کا ایک نامور علمی خاندان ہو گزرا ہے اس درس میں شمالی ہندوستان کا شاید ہی کوئی مشہور عالم ہو جو بالواسطہ یا بلا واسطہ اس خاندان کا شاگرد نہ ہو۔ اس درسگاہ

میں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف، حضرت خواجہ احمد اول بانی دربار عالیہ میرہ شریف تحصیل پنڈی گھیب ضلع اٹک حضرت مولانا رسول خان صاحب اعلیٰ مدرس دار العلوم دیوبند، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب بانی جامعہ اشرفیہ لاہور، حضرت مولانا محمد اسحٰق صاحب ایبٹ آبادی خطیب ہزارہ، مولانا غلام اللہ خان صاحب بانی دار العلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی حضرت علامہ سید ضیاء الدین شاہ صاحب (مولانا حسین الدین شاہ صاحب بانی مدرسہ ضیاء العلوم سبزی منڈی راولپنڈی کے والد ماجد) اور دوسرے سینکڑوں اجل علماء رحمہم اللہ نے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا شرف حاصل کیا۔ خود فقیر کے والد ماجد مولانا فیروز الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس درس کی شاگردی پر فخر کرتے تھے — آجکل اس خاندان کے نامور نوجوان عالم مولانا حسن دین ولد مولانا فرید الدین ولد مولانا احمد دین ولد مولانا امیر حمزہ ہجر یکہ میں علوم و معارف پھیلا رہے ہیں۔ نیز مولانا ضیاء الدین ولد مولانا غلام ربانی ولد مولانا امیر حمزہ اور ان کے بھائی مولانا قاضی شمس الدین صاحب مرحوم حسن ابدال و مولانا حکیم عبدالحی صاحب ساکن بھوئی گاڑ اور ان تینوں بھائیوں کے سب لڑکے عالم ہیں اور اللہ تعالیٰ آگے بھی مزید برکتیں عطا فرمائے — آمین ..

یا اللہ مدد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها (القرآن)

خیرکم من تعلم القرآن و علمہ (الحدیث)

زیر تعمیر جامع مسجد و مدرسہ دار العلوم حسین خیل پٹھان

مخیر حضرات مسجد و مدرسہ کی تعمیر کے اس کار خیر میں بھرپور حصہ لیں، دینی مراکز کو مضبوط کریں، تاکہ خدمت و اقامت دین کا مقدس فریضہ بہتر طور پر سر انجام دیا جا سکے!

خلافت راشدہ
خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق
سیدنا عمر فاروق
سیدنا عثمان
سیدنا علی المرتضیٰ
سیدنا حسن مجتبیٰ
سیدنا معاویہ
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ

ترسیل زر کے لئے!

(۱) بمد یونین بنک ڈرافٹ یا چیک اکاؤنٹ نمبر ۲۰۹ یو بی ایل بھکر
(۲) بذریعہ منی آرڈر یا نقد دستی — ! درج ذیل پتہ پر بھیجیں:

خادم علماء دیوبند: حضرت مولانا غلام حسن خان، خطیب و مہتمم مدرسہ دار العلوم حسین خیل پٹھان، مقام و ڈاکخانہ چھینہ ڈگر، تحصیل و ضلع بھکر!

نرخنامہ اشتہارات

نقیب ختم نبوت

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم	۱۰۰۰/- روپے
ٹائیٹل دوسرا اور تیسرا صفحہ	۸۰۰/- روپے
عام صفحہ (سالم)	۳۰۰/- روپے
" " (۱/۲)	۲۵۰/- روپے
" " (۱/۴)	۱۲۵/- روپے

مستقل معاونین کے لئے خصوصی رعایت ہوگی

مسز انجمن آراء صدیقی۔ کراچی

ایک مطالعہ

سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۹ شعبان اور ایک روایت کے مطابق یکم ماہِ رمضان المبارک سن ۴۷۰ھ (مطابق ۱۰۷۷ء) کو سیّدنا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت باسعادت بمقام گیلان ہوئی۔ آپ کا نامِ نامی عبدالقادر، لقب محی الدین، کنیت ابو محمد اور جیلانی کی وجہ تسمیہ آپؒ کا شہر گیلان سے تعلق ہے۔ آثارِ سعادت آپ میں بچپن ہی سے نُمایاں تھے۔ آپ حسنی سیّد تھے اور آپ کا سلسلہ نسب دس واسطوں سے حُضورِ پاک صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے نواسے سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپؒ کے والد ماجد جناب موسیٰ ابوصالح جنگی دوست بن موسیٰ بن ابوعبداللہ عظیم بزرگانِ دین میں سے تھے۔ اور عشقِ جہاد فی سبیل اللہ کی وجہ سے ان کا لقب ہی جنگی دوست پڑ گیا تھا۔ اُن کا انتقال شیخؒ کے بچپن ہی میں ہو گیا تھا۔ آپ کی والدہ ماجدہ کا اسمِ گرامی فاطمہ، کنیت ام الخیر اور لقب اَمۃُ الجبار تھا۔ وہ حضرت عبداللہ صومعی الزاہد الحسینی کی دُختر تھیں۔ چونکہ ایامِ طفلی میں ہی آپ شفقتِ پدری سے محروم ہو گئے تھے۔ اس لئے آپ کے سیرت و کردار کی تشکیل اور تعلیم و تربیت کا بارِ گراں آپ کی والدہ محترمہ کے تنہا کاندھوں پر آن پڑا۔

سیّدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و حدیث کی تعلیم سے بہرہ مند ہونے کے بعد طلبِ علم کی تڑپ و شوق سے مجبور ہو کر مزید علم حاصل کرنے کے لئے بغداد جانے کا قصد فرمایا کہ جہاں اِن دنوں علم و فضل کا دریا موجزن تھا۔

شیخؒ صرف اٹھارہ سال کی عمر میں بغداد تشریف لے گئے اور یوں پوری تندہی اور لگن کے ساتھ حُصولِ علم میں مشغول ہو گئے۔ جُملہ علوم باکمال اساتذہ، نامور علماء کرام اور ائمہ فن سے حاصل کئے۔

اخبار الاخیار میں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر نے جب وعظ کی ابتداء فرمائی تو اِس وقت چند اشخاص ہی شریکِ مجلس ہوتے تھے لیکن نہایت ہی قلیل عرصے

میں حاضرین کی ایسی کثرت ہوتی اور ہجوم بڑھا کہ شہر کی عید گاہ میں وعظ و تقریر کا سلسلہ شروع کرنا پڑا کہ جہاں ستر ستر ہزار حاضرین جمع ہو جاتے۔ آپ کی مجالس اتنی پُرتاثیر، ایمان افروز، مُدلّل اور حسبِ حال ہوتیں کہ بقول حضرت شیخ کیسانی کوئی مجلس، کوئی نشست ایسی نہ ہوتی جس میں کچھ نہ کچھ یہود، نصاریٰ مشرفِ اسلام نہ ہوتے۔ جرائم پیشہ افراد اپنے گناہوں سے تائب ہوتے۔ فاسد العقیدہ اور مرتد تجدیدِ ایمان کرتے۔ یہ سب آپ کے مواعظ کا اثر تھا۔

شیخ جیلانی ارشاد فرماتے کہ حدود اللہ میں کوئی حد ٹوٹتی نظر آئے تو تم سمجھ لو کہ فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہو۔ فوراً شریعت کی طرف راجع ہو جاؤ۔

حضرت شیخ رح نے کبھی ترکِ دنیا یا رہبانیت کی تعلیم نہیں دی۔ اور دنیا سے بقدرِ ضرورت انتفاع سے کبھی منع نہ فرمایا۔ آپ کے مواعظ درحقیقت احادیثِ نبویؐ کی شرح ہوتے تھے۔ حضرت شیخ رح نے قرآنِ مجید اور سنّتِ نبی کریم علیہ الصلوٰت والتسلیم کی اشاعت کر کے سچی روحانیت کو زندہ کیا اور احیائے اسلام کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپکی دل آویز شخصیت، خُداداد روحانی کمالات، فطری سعادت اور آپ کا ملکۂ اجتہاد علماء اور عوام سب کے لئے مفید اور رہبر ثابت ہوا۔ آپ کی تصانیف میں سے الفتح الربّانی، فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین زیادہ مشہور ہیں اور بجا طور پر علوم و معارف کی عظیم کتب گردانی جاتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے وقت کے مجدّد تھے۔ بلکہ آپ بیک وقت عارف، مجدّد، محدّث اور فقیہ تھے۔ آپ کا ایک عظیم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے وقت کی تمام اسلام دشمن تحریکوں کا بھرپور مقابلہ کیا ——— اور اسلام کے خلاف معتزلہ، مرجیہ، مشبّہہ، جہمیہ، ضراریہ، نجّاریہ، کلابیہ، خارجی اور شیعہ فرقوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا۔ ان کی گمراہی اور بددینی سے اُمتِ مسلمہ کو خبردار کیا۔ مبتدعین و مشرکین اور روافض و سبائیہ کے خلاف شیخ علیہ الرحمۃ کا جہاد تاریخِ اسلام میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا اور حضرت شیخ رح کا علمی و رُوحانی فیض رہتی دنیا تک دینِ حق کے پیروؤں کو باطل سے ٹکرا جانے کی استطاعت بخشتا رہے گا۔

ایک خلقت کو اپنے ظاہری اور باطنی کمالات سے مستفید فرما کر اور عالمِ اسلام میں رجوع الی اللہ کا شوق و ذوق پیدا کر کے حضرت شیخ رح نے گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ (مطابق ۱۱۶۵ء) کو ۹۱ برس کی عمر میں وفات پائی اور بغداد ہی میں دفن ہوئے۔ آخری دم تک اللہ کا اسم پاک زبانِ مبارک پر جاری رہا۔

چمن چمن اُجالا

حبیب اللہ رشیدی

- اسلام کے نام پر برسرِ اقتدار آنے والے مسلم لیگی حکمران نفاذِ شریعت محمدیہ کے وعدہ سے منحرف ہو رہے ہیں۔
- ۱۹۵۳ء کے دس ہزار شہداءِ ختمِ نبوت کی قاتل بھی مسلم لیگ ہے۔
- سفاکِ اعظم "جنرل اعظم خاں" ذلت کی عبرتناک زندگی بسر کر رہا ہے۔
- مُرتد کی شرعی سزا فوراً نافذ کی جائے۔
- تیرہویں سالانہ دو روزہ شہداءِ ختم نبوت کانفرنس سے قائدِ تحریکِ ختم نبوت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ' اور دیگر علماء کا خطاب۔

۷، ۸ مارچ کو مسجد احرار ربوہ میں تیرہویں دو روزہ سالانہ شہداءِ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ امیر مرکزیہ مجلس احرارِ اسلام پاکستان الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ' نے پہلی نشست کی صدارت فرمائی جس سے مولانا اللہ یار ارشد، مولانا محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ اور مولانا سید خالد مسعود گیلانی نے خطاب کیا۔ علماء کرام نے شہداءِ ختم نبوت کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ تاریخِ اسلام میں مسلمانوں نے عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں دی ہیں۔ سب سے پہلے امیر المؤمنین خلیفۂ راشد بلا فصل رسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد میں مسیلمہ کذاب کے فتنۂ ارتداد کے خلاف جہاد ہوا اور زبردست جنگ کے بعد اس فتنہ کا سر ہمیشہ کے لئے کچل دیا گیا۔ اس مقدس جہاد میں آٹھ سو حفاظِ قرآن صحابۂ کرام نے جان کا نذرانہ پیش کر کے تاج و تختِ ختم نبوت کی حفاظت کی۔ مقررین نے کہا کہ عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کی اساس ہے اور اس کی حفاظت پورے دین کی حفاظت ہے۔ انہوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس کے تمام اکابر اور کارکنوں نے اپنے تمام وسائل اور قوتیں اس مقدس مشن کی حفاظت کے لئے وقف کیں اور فتنۂ مرزائیت کا عوامی سطح پر محاسبہ کر کے پاکستان میں اسے غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا۔ انہوں نے کہا کہ بانیٔ احرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ اور ان کے رفقاء نے اس جہاد میں سر دھڑ کی بازی لگائی اور حکومتِ وقت کو مرزائیت کے قانونی محاسبہ پر مجبور کر دیا۔

انہوں نے کہا کہ جن لوگوں نے شہداءِ ختم نبوت پر گولیاں چلائیں ان میں سفاکِ اعظم جنرل اعظم خان سرِفہرست ہے جو آج بھی ذلت کی عبرتناک زندگی بسر کر رہا ہے۔

کانفرنس کی دوسری اور آخری نشست کا آغاز ۸ مارچ قبل از نمازِ جمعہ ہوا جو نمازِ عصر تک جاری رہا

مجلس عمل تحفظِ ختمِ نبوت کے امیر شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے صدارت فرمائی ۔ اس نشست سے حضرت مولانا محمد عبدالحیٰ جامپوری مدظلہ (فاضل دیوبند) سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ عبداللطیف خالد چیمہ، سید کفیل بخاری، مولانا سید فضل الرحمٰن احرار اور مولانا ابوسفیان تائب نے خطاب فرمایا جبکہ کپتان غلام محمد اور حافظ محمد اکرم اور صوفی شبیر احمد نے ہدیۂ نعت پیش کیا ۔ حضرت مولانا عبدالحیٰ صاحب مدظلہ نے فتنۂ مرزائیت کے پس منظر، مرزا غلام قادیانی کی مکروہ شخصیت اور مرزائیت کے خدوخال پر مفصل گفتگو فرمائی ۔ آپ نے کہا کہ مرزا قادیانی کی کتابوں اور سوانح کے مطالعہ سے ہر ذی شعور انسان کے ساتھ اس بات کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے کہ یہ شخص انگریزوں کا سکہ بند ایجنٹ تھا، اس نے دولت کے لالچ میں اپنے ایمان کا سودا کیا پھر منصبِ نبوت پر ہاتھ ڈالا تو اللہ نے عقل سلب کر لی ۔ وہ اپنی تصانیف، عادات اور کردار کے لحاظ سے نہایت گھٹیا انسان تھا ۔ اُنہوں نے کہا کہ مرزائیت ایک فریب ہے ۔ جس کا تعاقب ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے ۔ مجلس احرارِ اسلام کے کارکن اور رہنما مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے اس مشن کو زندہ رکھا ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ہنوز ملک و ملت کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں ۔ مسلمان انکی سازشوں کو ناکام بنانے کے سرگرم ہو جائیں ۔

قائدِ تحریکِ ختمِ نبوت ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ نے فلسفۂ ختمِ نبوت پر نہایت مفصل خطاب فرمایا ۔ آپ نے کہا کہ ختمِ نبوت کا انکار ارتداد کا اعلان ہے اور اسلام میں سب گناہوں کی معافی ہے مگر مرتد کے لئے ہرگز معافی نہیں ۔ آپ نے کہا کہ اسلام کے نام پر برسرِاقتدار آنے والی مسلم لیگی حکومت اب نفاذِ اسلام سے راہِ فرار اختیار کر رہی ہے ۔ مسلم لیگ میں مرزائیوں کی شمولیت کے دروازے کھلے ہیں ۔ جبکہ مرزائی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں ۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو منظور کر کے آئین سازی کی جائے ۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۷ء سے اب تک مختلف حوالوں سے مسلم لیگ ہی برسرِاقتدار رہی ہے مگر مقامِ افسوس ہے کہ تمام حکومتوں نے اسلام کا نعرہ سیاسی استحکام کے لئے لگایا، نظریۂ پاکستان سے انحراف کیا ۔ اور اس سلسلہ میں انتہائی مجرمانہ کردار کیا۔ انہوں نے کہا کہ اب آٹھویں ترمیم کی منسوخی کی باتیں ہو رہی ہیں ۔ لیکن اگر اسے مکمل طور پر ختم کیا گیا تو نفاذِ اسلام سے متعلق بہت سے معاملات متاثر ہوں گے ۔ جو کسی صورت میں بھی قابلِ قبول نہیں ۔ حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ کی دعا پر کانفرنس اختتام پذیر ہوئی ۔

حُسنِ انتقاد

ذوالکفل بخاری

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے،

○

طوبیٰ: مصنف: شاہ بلیغ الدین ۔ قیمت: ایک سو روپے ۔ ضخامت: ۲۰۰، صفحات
ناشر: العریش، ۲۰۱ بی، حسن سینٹر بلاک وار ڈ۔ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی ۔ کراچی

" ہماری تاریخ کو بڑے بڑے یاجوج ماجوج ملے ہیں۔ نہ جانے کتنی روایتیں چاٹ گئے اور کتنے بند کاٹ گئے ۔ کیا کیا طوفان انہوں نے اٹھائے کہ الاماں والحفیظ ـــــ علم اسماء الرّجال ان کے آگے سدِ سکندری بن گیا ہے، ورنہ یہ حق کو ناحق اور خوب کو ناخُوب بنا گئے تھے۔" (طوبیٰ، ص ۲)
اس آواز اور انداز کو پہچاننے میں بھلا کیا مشکل پیش آسکتی ہے ؟

شاہ بلیغ الدین صاحب کی گُل افشانیٔ گفتار کا تو ایک زمانہ معترف ہے وہ خطیب بھی ہیں اور ادیب بھی! ان کی تقاریر ریڈیو پر بصد اشتیاق سُنی جاتی ہیں اور تحریریں کتب و جرائد کی مانگ بڑھاتی ہیں۔ ایسی مثالیں کم کم ہی ملتی ہیں کہ " لکھی ہوئی تقریروں " کو سامعین اور قارئین کا اتنا وسیع حلقہ میسّر آجائے جو چیز انہیں معاصرین سے ممتاز کرتی ہے وہ الفاظ، اسلوب اور افکار کی طاقت ہے۔ اُن کے ہاں متکلّمانہ تب و تاب اور محققانہ رنگ و تاثر کا ایسا امتزاج ملتا ہے کہ فی زمانہ جس کی ضرورت بدرجہ غایت محسوس ہوتی ہے۔ غارت گرِ دین و ایمان، سبائی فتنہ کے محاسبہ اور تعاقب میں بھی اُن کا ایک نمایاں کردار ہے

" طوبیٰ " شاہ صاحب کی تازہ کتاب ہے۔ دو سو سے زائد تقاریر کے اس مجموعہ میں وہ سب صوری و معنوی خوبیاں جلوہ گناں ہیں کہ جو قارئین کے ذوقِ سلیم کے تمام تقاضے پورے کرسکیں۔ دین و دانش کی باتیں، تاریخ کے حقائق، تہذیبوں کی تعمیر و تخریب، قوموں کا عروج و زوال، اللہ والوں کے تذکرے، ابالسۂ کفر کی فکری و سیہ کاریاں، منافقینِ عجم کی اعتقادی بدکاریاں، اکابرِ اسلام کے تمدّنی رویے

غرضیکہ حقائق و بصائر کا ایک جہان آباد ہے۔

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ (حصّہ دوم) :

تصنیف : ابوالحسن محمد محبوب الٰہی رضوی
صفحات - ۵۶

ناشر :- میاں امام الدین ٹرسٹ —— چونیاں —— ضلع قصور

افضل البشر، بعد الانبیاء، شیخ الصحابہ، خلیفہ بلافصلِ رسول، امام الصدیقین، امیرالمومنین سیدنا و مولانا ابوبکر صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی وفات پر سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ :" آج خلافتِ نبوّت منقطع ہو گئی۔ (اے ابوبکر !) تم نے منہاجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلّم کو اس وقت تھاما جب لوگ پست ہو گئے۔ تم نزاع و تفرقہ کے بغیر خلیفہ برحق تھے، اگرچہ اس سے منافقوں کو غصّہ، کفّار کو رنج، حاسدوں کو کراہت اور باغیوں کو غیظ تھا۔ تم امرِ حق پر قائم رہے۔ جب لوگ بزدل ہو گئے، تم ثابت قدم رہے۔ جب وہ ڈگمگائے، تم اللہ کے نور کو لئے ہوئے بڑھتے رہے۔ جب لوگ ٹھہر گئے۔ پھر انہوں نے تمہاری پیروی کی اور ہدایت پائی۔ اللہ کی قسم، رسول اللہ کی وفات کے بعد تمہاری موت جیسا کوئی حادثہ مسلمانوں پر کبھی نازل نہیں ہوا۔ تم دین کی عزّت، جائے پناہ اور حفاظت گاہ تھے، پس اللہ تم کو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جلا دے اور ہم کو تمہارے بعد، تمہارے اجر سے محروم و گمراہ نہ کرے"۔

کیا غضب ہے کہ کچھ لوگ سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا نام لے کر ہی، صحابہ کرام کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں - اور علی الخصوص شیخ صحابہ سیّدنا صدیق اکبر کے متعلق ہذیان سرا ہوتے ہیں۔ کور بصری اور تیرہ باطنی کی حد ہو گئی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ اس ساری بکواس کو ایک مستقل مذہب کی بنیاد بنایا گیا اور پھر اسے "اسلام" بھی کہا گیا۔

لیکن کیا اس سے حقیقت مستور ہو گئی ؟ چراغِ مصطفوی گل ہو گیا ؟ یقیناً نہیں ——

ہوا تو یہ کہ عجم کے دروغ بافوں اور نفاق زادوں کے قلم ہی حقیقت لکھنے پر مجبور ہوتے رہے۔ ہمارے پیشِ نظر اس مختصر سے کتابچہ میں خلافتِ راشدہ، قصۂ فدک، تزویج فاطمہ رضی اللہ عنہا، نیابتِ رسالت، افضلیتِ ایمانی اور ایسے ہی کئی دیگر عناوین کے تحت جمع کئے گئے بے شمار مستند شیعی حوالے عظمتِ صدیق رضی اللہ عنہ کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس کتابچہ میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا معرکۃ الآرا مقالہ " غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق " بھی شامل ہے۔ یہ کتابچہ تین ۳/ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر ناشرین سے منگوایا جا سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔

شعبہ کتب مدرسہ معمورہ اور شعبہ تعلیم النساء "بستان حمیرا" میں

داخلہ جاری ہے

الحمد للہ گذشتہ برس سے مدرسہ معمورہ کے شعبہ کُتب میں ابتدائی درجہ کی تدریس جاری ہے۔ خواہش مند طلبا جلد رابطہ کریں۔ داخلہ محدود ہے، مقامی طلباء کو ترجیح دی جائے گی۔

علاوہ ازیں:

بچیوں کا مدرسہ "بستان حمیرا" بھی گذشتہ سال سے قائم ہے، جس میں مقامی بچیاں، قرآن کریم حفظ و ناظرہ، پرائمری، اور اُردو دینی نصاب کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

بچیوں کے لئے بھی داخلہ محدود ہے —— صرف مقامی بچیوں کو داخلہ دیا جائے گا۔

۱۵ شوال سے داخلہ شروع ہے

فون: 72813
ناظم:- مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

Monthly
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT
Regd No. L8755.
Vol. 2
No. 4
Multan.
Ph: 72813

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیرِ اہتمام: تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ (شعبہ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

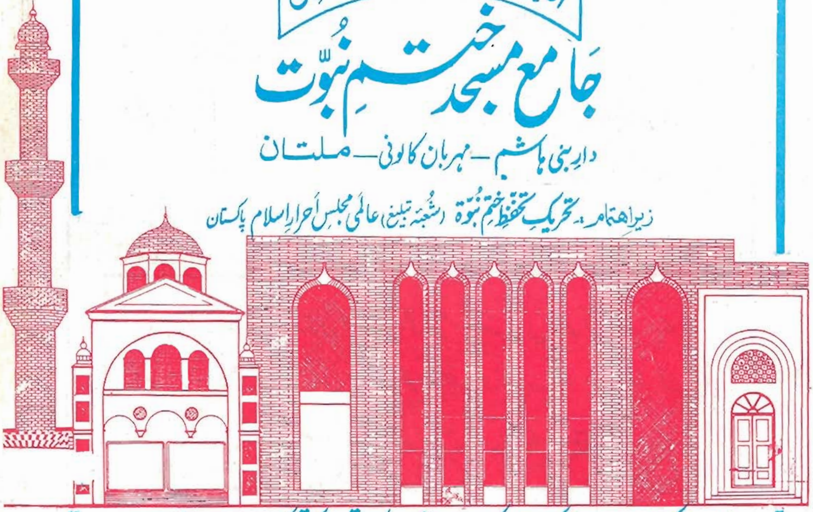

مسجد کی چھت مکمل ہو چکی ہے بقیہ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ
لیں، نقد یا سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں

ترسیلِ زر کے لئے

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری
دارِ بنی ہاشم - مہربان کالونی - ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان